The Great Indwelling.

مومنوں کے دل میں مسیح کی سکونت

یعنی

روحانی زندگی پر عشائے ربانی کی تاثیر کا بیان

من تصنیف

پادری جان الرٹن صاحب ایم۔اے

مترجمہ

پادری ایس۔اے۔سی۔گھوش صاحب بی۔اے

و

پادری جان علی بخش صاحب

کرسچن نالج سوسائٹی لاہور

۱۹۰۴ء

بار اول ۵۰۰ S. P. C. K. Lahore قیمت ۲ر

فہرست کتب

کتب سرگزشت

بشپ کراؤدر کا احوال ... ۱؍
تذکرۃ المومنین (دو حصوں میں)
فی حصہ .... ۳؍
حالات النساء سابقہ ... ۳؍
سرگزشت ملکہ معظمہ ... ۴؍
بشپ گِکسن صاحب کی سرگزشت ۲؍
یسوع مسیح کا احوال ۴؍ ۶؍ مجلد ۸؍
تذکرہ بشپ فرنچ ... ۳؍
الفرڈ اعظم کی سوانح عمری ... ۲؍
سموئیل مورس ..... ۱؍
بابا پدمن جی کا احوال ... ۴؍

کتب قصہ جات

روستہ الکبری کی آتشزدگی۔ نیرو قیصر روم کے عہد کا تاریخی قصہ۔ ۶؍
الیڈا اور راڈتے کا قصہ ... ۴؍

طیطس یعنی رفیق صلیب ۶؍ مجلد ۱۰؍
یروشلم کے آخری ایام ... ۳؍
میرے رہنے کا گھر۔ جسم انسانی کا دلچسپ حال۔ معہ تصاویر ۲؍
ننھے ننھے لوگ یعنی کیڑے مکوڑوں کا دلچسپ حال ۲؍
تحفتہ النساء مکمل ۶؍ فی حصہ ۶ پائی
یودیاس نگستی کا قصہ ... ۶؍
ابن حور ... ۸؍ مجلد ۱۲؍
کلاڈیا کی حق شناسی ... ۴؍
شہزادہ ابن داؤد ... عہ؍ مجلد عہ؍
شہیدان کا رنج ... ۱۲؍ مجلد عہ؍

بزرگان بیبل کے حالات

آدم اور حوا نمبر ۱ ...... ۱؍
ابراہیم نمبر ۲ ...... ۱؍
ربقہ نمبر ۳ ...... ۱؍

کتب روحانی

عین الحیات ... ۴؍ مجلد ۸؍

فہرست مضامین

آیتیں

جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی اُسی کی ہے اور میں اُسے آخری دن پھر زندہ کرونگا۔

جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے۔ وہ مجھ میں قایم رہتا ہے اور میں اُس میں۔

کیا تم اِس سبب سے ٹھوکر کھاتے ہو؟

زندہ کرنے والی شے روح ہے۔ جسم سے کچھ فایدہ نہیں۔ جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں وہ روح ہیں اور زندگی بھی ہیں۔

(یوحنا ۶: ۵۴ و ۵۶ و ۶۱ و ۶۳)

وہ برکت کا پیالہ جس پر ہم برکت چاہتے ہیں۔ کیا مسیح کے خون کی شراکت نہیں؟

وہ روٹی جسے ہم توڑتے ہیں۔ کیا مسیح کے جسم کی شراکت نہیں؟

(۱ کرنتھیون ۱۰: ۱۶)

پہلا باب

دیباچہ

یعنے

روحانی زندگی میں عشاءِ ربّانی کی جگہ

اِس رسالہ سے یہ غرض نہیں کہ مبتدیوں کو پاک شراکت کے معنوں اور حقیقت کی نسبت تعلیم دیں۔ اِس کا خطاب اُن کی طرف ہے جو سوچ سمجھ کر اِس مقدس رسم میں شریک ہوتے ہیں۔ اور جنھوں نے ایسی کتابوں کو پڑھا ہے جن میں اِس عظیم مضمون کی نسبت کتابی اور کاتھولک تعلیم سچائی اور سیدھائی کے ساتھ درج ہے ؛

اِس رسالہ سے یہ غرض بھی نہیں کہ لوگوں کو اُبھارے کہ پاک شراکت میں باقاعدہ اور سنجیدگی کے ساتھ شامل ہوا کریں۔ البتّہ اگر خدا اِن مختصر تصوّرات پر اپنی برکت نازل کرے تو یقین ہے کہ پاک شراکت کے شریکوں کی تعداد بڑھ جاویگی اور وہ اِس پاک رسم میں اکثر زیادہ شوق سے شریک ہوا کرینگے۔ اور بعض جو اپنے ربّانی مالک کے آخری حکم کو پورا کرنا چاہتے ہیں اپنی معمولی شراکت کے موقعوں پر نئی برکات حاصل کرینگے اور اُن پر نئے اور تازہ پہلوؤں سے نظر ڈالنا بھی سیکھیں گے ؛

پس یہ رسالہ نہ تو بنیادی مسائل کی تعلیم دیتا ہے اور نہ بے پرواؤں سے مخاطب ہوتا ہے۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ پاک سکرمینٹ کی روحانیت کے پہلو کو کھولے۔ اور پڑھنے والوں کو بتلائے کہ اِس رسم کی جگہ اور اِس کا اثر روح کی اندرونی زندگی میں کیا ہے۔ کہ اِس کے وسیلہ سے کیونکر مسیح میں ہم خدا کے نزدیک جاتے ہیں اور کسطرح خُدا مسیح میں ہمارے نزدیک آتا ہے جو اُسکے فرزند ہیں۔ اور کہ اِس رسم کا رشتہ تین بڑی مسیحی خوبیوں یعنے ایمان اُمّید اور محبت کے ساتھ جو نئی زندگی کے دائمی اجزاء ہیں کیا ہے ؟

اپنے ایک خط کے دو متواتر بابوں میں مُقدّس پولس اِس سکرمینٹ کی نسبت دو محاورے استعمال کرتا ہے جو بعد کے زمانوں میں اس سکرمینٹ کی نسبت کل خیالات کا مرکز بنے رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ سکرمینٹ مسیح کے خون اور بدن کی شراکت ہے۔ اور پھر کہتا ہے کہ یہ سکرمینٹ وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعہ سے ہم خداوند کی موت کو اُس کے دوبارہ آنے تک مشہور کرتے رہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ سکرمینٹ مسیحیوں کی محبت کی بڑی دعوت ہے۔ کہ اِس میں قربانی کھائی جاتی ہے اور یہ خداوند کی عشاء ہے۔ یہ تمام خیالات رسول کے پہلے محاورہ سے نکلتے ہیں ؛

پھر کہا گیا ہے کہ یہ سکرمینٹ ایک بڑی یادگار ہے۔ یہ ایک شکرگذاری ہے۔ یہ مسیحی قربانی ہے۔ اور کہ یہ مسیحی جماعت کی عبادت عامّہ و مشترکہ کا مرکز ہے۔ یہ تمام خیالات رسول کے دوسرے محاورہ سے نکالے گئے ہیں ؛

لیکن سکرمینٹ کے یہ دونو پہلو آپس میں ہرگز مخالف نہیں ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے اور نہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ وہ شے جو

ہمارے خداوند کے خون کی شراکت ہے وہ پیالہ ہے جس پر ہم برکت مانگتے ہیں اُس کے بدن کی شراکت وہ روٹی ہے جسے ہم توڑتے ہیں۔ یعنے ہمارے وہ افعال جن کے ذریعہ سے ہماری عبادت ایک یادگار بنتی ہے (یعنے سکرمینٹ کے متعلّق کے دستورات) اِس غرض کے لئے لازمی ہیں کہ اس سکرمینٹ میں ہم کو فضل حاصل ہو اور ہم مسیح میں حصّہ پاویں۔ ساتھ ہی اِس کے ایمانداروں کا گروہ جب کبھی اِس روٹی کو کھاتا ہے اور اِس پیالہ کو پیتا ہے خداوند کی موت کو مشہور کرتا ہے۔ وہ خیال جو تشہیر کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے بڑا وسیع ہے۔ اس کی وسعت میں خداوند کے دوبارہ آنے تک کے کل زمانے داخل ہیں۔ اس کا ایک رُخ خدا کی طرف ہے دوسرا نوعِ انسانی کی طرف۔ یہ تشہیر شراکت کے مکمل فعل سے صادر ہوتی ہے اور اس کا فاعل عبادت کرنے والوں کی کل متحد جماعت ہے۔ بہرصورت ایمانداروں کی جماعت اپنے سردار کے وسیلہ اور اپنے سردار میں اپنے اس کام کو کرتی ہے۔ مسیح جو شاہی سردار کاہن ہے اپنی قربانی کی تشہیر کرتا اور خود اُس کی یادگاری کرتا ہے۔ مسیح جو کاہن بادشاہ ہے برکت کے پیالے اور ٹوٹی ہوئی روٹی میں اپنے آپکو دیتا ہے بظاہر روٹی کا توڑنا اور پیالہ پر برکت کا مانگنا انسانی ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے مسیح کی حضوری پوشیدہ نہ ہونی چاہئے۔ یہ امر تقرر کے الفاظ اور مسیحی کلیسیا کے خداداد انتظام کے عین مطابق ہے کہ وہ ہاتھ جو روٹی کو توڑتے اور پیالے پر برکت مانگتے ایک ایسے شخص کے ہاتھ ہوتے ہیں جو خدا کے بھیدوں کا مختار ہے اور خاندان پر اسلئے مقرر کیا گیا ہے کہ اُنکا حصّہ مناسب وقت پر اُنکو دیا کرے پس اگر مسیحی دستور یا روایت جس کے مطابق خادم الدین کاہن کے لقب سے ملقّب کیا جاتا ہے ہرگز قابل اعتراض نہیں۔ ایک پہلو

سے تو وہ اصلی کاہن یعنے مسیح کا جانشین ہوتا ہے۔ اور دوسرے پہلو سے ان کا (یعنے ایمان داروں کا) جانشین جو مسیح کے ساتھ کاہنوں کی سلطنت بننے کے لیئے طلب کیئے گئے ہیں۔ پس جب خادم الدّین کاہن کہلاتا ہے تو ہرگز یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ مسیح یا اس کے ایمان داروں کے درجہ و مرتبہ کو چھیننے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ ہر ایک باپ جو سچّائی سے اپنے فرائض کو دنیا میں ادا کرتا ہے خدا کی ازلی ابوّیت کا نمونہ و شاہد ہے (افسیوں ۳: ۱۴ و ۱۵) اسی طرح ہر ایک مسیحی پریسبٹر جو عبادت میں کلیسیا کا پیش امام بنتا ہے یسوع مسیح کی ازلی و ابدی کہانت کا نمونہ اور شاہد ہوتا ہے۔ اس بحث طلب امر پر میں اس سے زیادہ کچھ نہ کہونگا۔ عشاءِ ربّانی کے قربانی ہونے کے پہلو کی نسبت اور جو کچھ کہنا مناسب ہے وہ دوسرے اور مناسب موقع پر کہا جائے گا۔

ان اوراق میں میرا ارادہ ہے کہ پڑھنے والے کی توجہ کو پاک رفاقت کے ان معنوں کی طرف کھینچوں جو چوتھی انجیل میں پائے جاتے ہیں۔ ہمارے خداوند کے اُن الفاظ کی طرف جن میں اس نے بیان کیا ہے کہ جو شخص اسکے گوشت کو کھاتا اور خون کو پیتا ہے وہ کس طور پر اس میں سکونت کرتا ہے۔ اور خود مسیح کا مسکن بنتا ہے۔ "جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے مجھ میں سکونت کرتا ہے اور میں اس میں"۔ ان الفاظ کو وہ ان الفاظ کے ساتھ ملاتا ہے جن میں اس نے اپنے آپ کو "زندگی کی روٹی" اور "خدا کی روٹی" کہا ہے اور اپنے اس قول کے ساتھ بھی کہ "میرا باپ تم کو آسمان سے سچّی روٹی دیتا ہے۔ کیونکہ خدا کی روٹی وہ ہے جو آسمان سے اُترتی اور دنیا کو زندگی بخشتی ہے"۔ پس مسیح کی عظیم اندرونی سکونت

خدا کی اس بخشش کی مشارکت میں ہے جس کو ہمارا خداوند آسمانی روٹی کہتا ہے۔ جسکی نسبت وہ فرماتا ہے کہ یہی میرا گوشت و خون ہے۔ پس اندرونی سکونت اس لئے کہ وہ مسیح میں ہے دو پہلوؤں سے دیکھی جا سکتی ہے۔ اول پہلو سے وہ آدمی کا مسیح میں خدا کے نزدیک آنا ہے۔ دوسرے پہلو سے وہ خدا کا مسیح میں آدمی کے نزدیک آنا ہے ÷

لیکن اپنے گوشت کے کھانے اور اپنے خون کے پینے کے معنوں کو سمجھنے میں مسیح ہمیں کس طرح مدد دیتا ہے۔ یہاں پر وہ اس مسئلہ کو حل نہیں کرتا اُس نے اس وقت کوئی ایسا جملہ نہیں فرمایا جس سے اُس کے شاگرد اس بھید کے معنوں کا کوئی سُراغ پاتے۔ لیکن چار دوسرے موقعوں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اپنی موت سے پہلے اس نے ایک دستور مُقرّر کیا جس میں شاگردوں کو حکم دیا کہ ان اشیا میں سے کھاویں اور پیویں جن کی نسبت اس نے فرمایا کہ یہ میرا جسم ہے اور یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے۔ پولوس رسول اپنے کرنتھی مریدوں سے یوں پوچھتا ہے۔ "برکت کا پیالہ جس پر ہم برکت مانگتے ہیں کیا وہ مسیح کے خون کی شراکت نہیں۔ روٹی جسے ہم توڑتے ہیں کیا وہ مسیح کے خون کی شراکت نہیں۔ اور اس کے سوال کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا جواب بصورت اثبات ہونا چاہیئے۔ وہ گویا ان سے کہتا ہے کہ تم خوب جانتے ہو کہ یہی تعلیم تم کو دی گئی تھی۔ یہ بھی ہم کو بھولنا نہ چاہیئے کہ یہ باتیں غالباً ان لوگوں سے کہی گئی تھیں جنھوں نے ہنوز چوتھی انجیل کو نہ دیکھا تھا۔ مُقدّس یُوحنّا کے الفاظ ہنوز لکھے نہ گئے تھے۔ پولوس ان کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ کفر نحوم کی تقریر عشاءِ ربّانی کے مُقرّر ہونے سے پہلے کی تھی۔ لیکن وہ حالت مرقومہ میں کلیسیا

ہاتھ نہ آئی جب تک کہ روٹی توڑنے کی رسم مسیحیوں کے درمیان عام اور مضبوط نہ ہوگئی۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ عشاءِ ربّانی کی رسم ایسے الفاظ کا عملی ظہور تھی جنکے معنی بالکل پوشیدہ اور روحانی تھے۔ خدا کی روح نے ملہم انجیل نویس کے دل میں ان کو چھپائے رکھا اُسوقت تک کہ باقاعدہ اور عادت کے طور پر عشاءِ ربانی لینے والوں کے بڑے گروہ پر ان کے منکشف کئے جانے کا وقت آگیا۔ چوتھی انجیل کے لکھے جانے کی تاریخ خواہ کیسی ہی قدیم کیوں نہو روٹی توڑنے کا عام دستور اُس سے بھی پہلے کا ہے۔ اور پنتیکوست کے دن سے لے کر آج تک برابر مسلسل چلا آتا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ یہاں پر بڑی خبرداری سے قدم بڑھاؤں ممکن ہے کہ یُوحنّا ۶ کا مضمون مُقدس یُوحنّا اور دیگر رسولوں کی معرفت زبانی نئے مریدوں کو سکھایا گیا ہو۔ لیکن اُس کی تعلیم سیدھی اور ابتدائی نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ نو مریدوں کی حالت میں اس کے سکھانے سے رسولوں کی یہ غرض ہوئی ہو کہ عشاءِ ربّانی لینے کے لئے اس سے ترغیب ہو۔ ہم مانتے ہیں کہ ان الفاظ میں اس پاک ترین اور سنجیدہ رسم عبادت کا مرکز اور گودا ہے۔ اور ہم ہی پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم یوحنّا کی انجیل کے الفاظ کو محض جسمانی معنے دیتے ہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ہم عشاءِ ربّانی لینے والوں کے جسمانی کام کو روحانی پہلو سے دیکھتے ہیں۔ ہم انجیل کے الفاظ کا مطلب سکرمنٹ میں نہیں دیکھتے۔ بلکہ سکرمنٹ کا مطلب انجیل کے الفاظ میں۔ ہم مانتے ہیں کہ خدا کی عظیم اندرونی سکونت اپنے معنوں اور قوت میں تمام مقامی اور عارضی خیالات سے برتر و بالا ہے۔ وہ ان چیزوں میں شامل ہے جو کہ دائمی اور ہمیشہ کی ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارے مقامی اور عارضی افعال یعنے روٹی کا توڑنا اور تقدیس شدہ

اجزاء کا کھانا اور پینا بذریعہ ان الفاظ کے دیدنی اور جسمانی چیزوں کے دائرے میں سے نکل کر ایسی قوّت اور زندگی پاتے ہیں کہ جو ان کو خدائی حقیقت بخش دیتی ہے ✝

پس ہم عشاءِ ربّانی کو اس وعدے کا پورا ہونا سمجھتے ہیں جو خدا کی اندرونی سکونت کی نسبت ہے۔ اور ضرور نہیں کہ ہم پوچھیں کہ آیا اس وعدے کے اس سے بڑھ کر اَور معنی بھی ہیں کہ نہیں۔ ہمارا دعوئے ہے کہ انجیل کا وعدہ دوسرے معنی نہیں رکھتا۔ ہم کون ہیں کہ کہیں ہمارا مبارک خداوند اپنے فضل کے ارادوں کو فقط ایک ہی طرح پورا کر سکتا ہے۔ ہم اسکے ہاتھوں کو باندھنا نہیں چاہتے ہمیں ایسا قدرت ہے کہ اگر چاہے تو اپنا جسم اور خون اُن کو دیوے جو بذریعہ سکرمنٹ کے اُن کو نہیں لیتے۔ وہ تسلّی جو کلیسیا کی طرف سے ایمانداروں کو بیماری میں بیمارپرسی کی ترتیب کے آخری سرخی میں دیجاتی ہے اسی بات پر منحصر ہے۔ علاوہ اس کے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ضد یا کم فہمی کے باعث یا کسی اَور وجہ سے مسیحی کلیسیا کے ساتھ روٹی نہیں توڑتے۔ لیکن باوجود اس کے بھی ان کے چلن سے مسیح ظہور پاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان کے اندر سکونت کرتا ہے۔ لیکن ہمیں مستثنیات سے یہاں غرض نہیں۔ بلکہ نجات یافتہ رُوح کی معمولی حالت سے۔ پس ان الفاظ کی ہدایت سے جو ہمارے سامنے رکھے گئے ہیں ہم یہ دریافت کرنے کی کوشش کرینگے کہ روحانی زندگی میں پاک شراکت کے سکرمنٹ کی جگہہ کیا ہے

۱ ۔ سوچو کہ روحانی زندگی کیا ہے اور وہ کس طرح بحال رکھی جاتی ہے۔ ”جو مجھے طاقت بخشتا ہے اس کے سبب سے میں سب کچھ کر سکتا ہوں“۔ (فلپیّوں ۴ : ۱۳) ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سبب سے جو میرے

اندر ایک تحریک دینے والی طاقت ہے۔ پس رُوحانی زندگی سے مراد مسیح ہے
جو میرے اندر زندہ رہتا اور کام کرتا ہے۔ میری روح میں اور بذریعہ میری روح
کے اسکی روح کام کرتی ہے۔ اُس کی مشیت میری مشیت کے اندر اور اُس کے
ذریعہ سے کام کرتی ہے۔ اُس کا پاک اور بے گناہ نیچر میرے بگڑے ہوئے اور
گرے ہوئے نیچر کو اُٹھاتا اور قیام دیتا ہے۔" اس لئے کہ میں زندہ ہوں تم بھی
زندہ رہو گے۔" جب مُقدس پولوس پُرانے اور نئے آدم کا ذکر کرتا ہے یا پہلے
آدم کا جو زمین سے ہے اور دوسرے آدم کا جو آسمان سے ہے۔ تو اسی بات
کی طرف اُس کا اشارہ ہے۔ یہ "نیا آدم" یا دوسرا آدم" مسیح از خود نہیں ہے
بلکہ انسانی فطرت ہے جو مسیح میں از سر نو پیدا کی گئی ہے۔ یہ خود مسیح نہیں بلکہ
رُوح میں بننے والا مسیح ہے۔ انسانی تجربہ میں اور آدمی آدمی کے تعلقات میں
ایسے موقعے ہوتے ہیں جن سے اس بھید پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ
مضبوط مرضی کمزور مرضی پر کیسا اثر رکھتی ہے۔ اکثر یہ اثر برا ہوتا ہے اور کبھی کبھی
اچھا۔ اعلیٰ زندگی ایک غریب کمینی تنگ اور خود غرض زندگی کو مبدل اور بلند
کر سکتی ہے۔ ایسی تاثیریں جو ایک انسانی زندگی دوسری انسانی زندگی پر
رکھتی ہے اس تاثیر کا نمونہ اور پیشینگوئی ہے جو وہ کامل اور مُقدس خدا ان
زندگیوں پر رکھے گا جو اس کے ساتھ متحد کی جاوینگی۔ لیکن ایسا اتحاد کس طرح
پیدا ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے جو ایسے نیچر کے وارث ہیں جو گرا ہوا ہے اور گناہ
کے باعث خدا سے جدا ہے یہ اتحاد کیونکر ممکن ہے۔ انجیل جواب دیتی ہے
کہ خدا نے اپنی بے انتہا حکمت اور محبت میں ارادہ کیا کہ اس کا بیٹا انسان
بنے۔ وہ ہمارے نیچر کو اختیار کرے اور بشریت کو خدائی میں لیوے۔ اپنی موت

سے اس نے بنی آدم کو گناہ سے بچایا۔ اپنی زندگی سے اس نے بنی آدم کے ساتھ
ایک نیا رشتہ قائم کیا۔ ہم نے خدا کے بیٹے بننے کی طاقت پائی۔ اور یہ ابنیت محض
ایک عزت کا لقب نہیں بلکہ ایک نئی پیدائش ہے جو حقیقی اور سچی ہے۔ اس کے
ذریعہ سے ہم کو فضل ملتا ہے۔ یہ فضل وہ طاقت ہے جو آدمی کو خدا کی طرف
پھیرتی ہے۔ یوں اس کی فطرت کی تبدیلی شروع ہوتی اور جاری رہتی ہے
ہماری طبیعت کی تبدیلی نئی پیدائش میں آغاز ہوتی ہے۔ اور پاک روح میں
خدا کے ساتھ شراکت رکھنے سے جاری اور قائم رہتی ہے۔ روح میں ہم خدا کے
نزدیک جاتے ہیں اور وہ ہمارے نزدیک آتا ہے۔ ہم برابر اپنے تئیں خدا کی
نذر کرتے ہیں اور برابر اس سے نیا فضل پاتے رہتے ہیں۔ اور یہ دو باتیں یعنی
روح میں ہمارا خدا کے نزدیک جانا اور اس کا ہمیں فضل انعام میں دینا
آپس میں ایسے متحد ہیں کہ جدا نہیں ہو سکتیں۔ یہ نہیں کہ ہم اپنی مرضی سے
خدا سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں فضل دے اور تب وہ ہم کو وہ انعام بخشتا
ہے۔ جیسے کہ وہ ہمیں روٹی یا صحت جسمی یا کسی آفت سے رہائی بخشتا ہے۔ بلکہ
حقیقت یہ ہے کہ ہمارا خدا کے نزدیک جانا ہی از خود ہمیں نئی قوت اور روحانی
زندگی میں طاقت بخشتا ہے۔ دُعا اپنے ساتھ یہ برکات لاتی ہے۔ بلکہ یوں
کہنا چاہیے کہ دُعا کرنے کا ارادہ ہی اس کو اپنے ساتھ لاتا ہے۔ دُعا خالق اور
مخلوق کے درمیان وہ رشتہ ہے جو خالق کے فضل کو کھینچ لیتا ہے معافی
کا فضل جو اس رکاوٹ کو دور کرتا ہے جو شراکت میں خلل انداز ہوتی ہے
اطمینان جو شراکت کا معلوم کرنا ہے۔ قوت جو خدا کی شراکت کا نتیجہ ہے
۲ - دُعا میں آدمی خدا کے نزدیک جاتا ہے۔ لیکن ہم خوب جانتے ہیں

کہ دُعا پُرانے نفس کو دور نہیں کرتی۔ اور رُوحانی قوت جو دُعا کا نتیجہ ہے اپنے آپ ہماری تمام فطرت تک نہیں پہنچتی۔ جبکہ درحقیقت ہم نے اپنی روح کو خدا کی رُوح کے سپرد کر دیا ہے تب بھی ہماری گری ہوئی نفسانیت اس جسم میں جا قائم ہوتی ہے جو نفسانی خواہشوں اور جذبوں کا گھر ہے۔ پس ہم کو نہ صرف نئے دل اور نئی روح کی ضرورت ہے بلکہ نئی بشریت کی بھی۔ یعنی نئی فطرت کی جس میں کہ جسم ساتھ اپنی خواہشوں کے گناہ اور موت کے بند سے چھوٹ کر روح کا مخالف اور روکنے والا نہ رہیگا بلکہ اس کا تابعدار غلام بن جائے گا۔

اس مقصد کے پورا کرنے کو خدا ہمیں اپنے بیٹے کی بیگناہ بشریت میں شریک کرتا ہے۔ اور ہمیں خدائی فطرت میں سے حصہ دیتا ہے ہماری شرم کے جسم کو دوبارہ بنانا اس کا کام ہے۔ تاکہ وہ اس کے جلالی جسم کے مانند ہو جائے۔ یہ نئی ساخت آیندہ کا صرف ایک وعدہ ہی نہیں ہے اور نہ یہ ایک معجزہ ہے جو قیامت کے وقت دفعتًا وقوع میں آویگا۔ یہ اس فعل واثر کا ایک حصہ ہے جس سے وہ سب چیزوں کو اپنے تابع کر سکتا ہے۔ یعنے یہ ایک فعل ہے جو ہمیشہ اور برابر جاری رہتا ہے۔ ہم درحقیقت اپنے جسم کے چھٹکارے کے منتظر بیٹھے ہیں۔ لیکن اس چھٹکارے کا نمونہ ہم کو ابھی مل چکا ہے۔ اسی زندگی میں ہم آیندہ جہان کی قوتوں کا مزہ چکھتے ہیں اس شخص کے لئے جو مسیح کا گوشت کھاتا اور اُس کا لہو پیتا ہے حال ہی میں ایک زندگی انعام میں ملتی ہے اور آیندہ قیامت کا وعدہ ہے۔ وہ ہمیشہ کی زندگی رکھتا ہے اور مسیح اس کو اُٹھائے گا۔ ہمارے خداوند کے الفاظ

میں اُس شئے کی نسبت جسے ہم فضل کہتے ہیں کسی دوسری شئے کی طرف اشارہ ہے۔ جس انعام کا یہاں ذکر ہے وہ یہ نہیں کہ ہماری روحوں اور الہٰی روحوں کے درمیان اتحاد ہو جائیگا بلکہ اس میں ہے کہ ہماری بشریت ابن اللہ کی بیگناہ بشریت کے ساتھ مل جاوے گی۔ جس طرح پاک روح میں ہو کر دُعا مانگتا روحانی طور پر ہمیں باپ کے ساتھ ملا دیتا ہے اُسی طرح پاک رُوح ہمیں خدا کے بیٹے کے گوشت اور خون کا کھانا اور پینا ہم کو مسیح کے ساتھ ملاتا ہے جو دو فطرتیں رکھتا ہے۔ یعنے ہم کو جو بشر ہیں اور جسم و جان رکھتے ہیں مسیح کی غیر فانی انسانیت اور ابدی الوہیت کے ساتھ۔ کلیسیا ہمیں سکھاتی ہے کہ مسیح کے گوشت اور خون کی شراکت ہمارے جسم و جان دونو کو ابدی حیات تک محفوظ رکھتی ہے۔ نہ صرف جان کو بلکہ جسم کو بھی۔

۳۔ پس وہ کونسا وسیلہ ہے جو ہمیں ہمارے خداوند کی بشریت کے ساتھ ملاتا ہے۔ میں اس کی بشریت کا ذکر کرتا ہوں کیونکہ گو وہ اس کی الوہیت سے علیحدہ نہیں ہو سکتی تاہم اس کی بشریت ہی کے ذریعہ سے ہم اس کے ساتھ اتحاد پاتے ہیں۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہمارا خداوند مجبور نہیں کہ اپنے فضل کے ارادوں کو ایک ہی خاص طور پر پورا کرے۔ تاہم اسکے اور اُس کے حواریوں کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس مبارک سکرمنٹ ہی کے ذریعہ سے (اگر اس کی اصلیت پر غور کیا جاوے اور وہ درستی سے ادا کیا جاوے) وہ ہمیں اپنے ساتھ ملاتا ہے اور یہی میل اس سکرمنٹ کا خاص انعام ہے۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ بذریعہ اس سکریمنٹ کے وہ ہم میں مجسم ہوتا ہے۔ وہ ہم میں سکونت کرتا اور ہم اس میں۔ پس اگر ہم سے پوچھا جاوے کہ روحانی زندگی میں پاک شراکت کی کیا جگہہ ہے تو جواب یہ ہوگا۔ اس کے ذریعہ سے ہماری کل فطرت یعنے جسم اور روح میں رُوحانی زندگی منتشر ہوتی اور غذا پاتی ہے۔ اس کے ذریعہ سے ہماری کل ہستی خدا مجسم کے ساتھ مشابہت حاصل کرتی ہے۔ اور یوں ہماری گری ہوئی بشریت قدسیت کے اس درجہ تک پہنچائی جاتی ہے۔ جس میں مسیح اپنے لوگوں کے ساتھ ہمیشہ تک سکونت کرسکتا ہے یعنے جلیل اور بیگناہ بشریت کا درجہ÷

اس رسالہ کا مقصد یہ ہے کہ مسیح کے الفاظ کی مدد سے اس اندرونی سکونت کا جو وہ اپنے پیرؤوں کے دلوں میں رکھتا ہے اور اس کے پیرو اس کے بیچ رکھتے ہیں مطلب دریافت کریں۔ اس باہمی سکونت میں کیا کچھ داخل و شامل ہے۔ کن معنوں میں ہمارا جسم اس کے جسم سے پاک کیا جاتا ہے اور ہماری روحیں اس کے بیش قیمت خون سے دھوئی جاتی ہیں۔ کن اُمیدوں اور خواہشوں کے ساتھ ہم اس سکریمنٹ کے نزدیک آویں۔ اس سے کیا پھل حاصل کرنے کی اُمید رکھیں۔ اس باب کو میں ایک تنبیہ کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔ کئی دیندار اشخاص سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اکثر اس سکریمنٹ کو لیں گے تو اس کی وقعت اور سنجیدگی ہمارے دلوں میں گھٹ جاوے گی۔ ان کا خیال ہے کہ جو شخص ہر ہفتہ اس کو لیتا ہے وہ اس سے کم خوف کھاتا ہے اس کے واسطے ایسی سنجیدگی سے تیاری نہیں کرتا۔ اور اس کے سامنے ایسا عاجز اور شاکر نہیں ہوتا جیسا کہ گاہے گاہے لینے والا۔ لیکن ایسا کہنا ایمان

اور دلی جذبات کو ملا دیتا ہے۔ ہمارے خداوند کا انعام اس لئے نہیں ہے کہ ہماری روحانی خواہشوں اور جذبات کو بڑھا دے۔ بلکہ وہ ایک وسیلہ ہے جس سے ہماری بشری فطرت برابر اس کے حلول کے ذریعہ سے نئی بنتی رہتی ہے۔ ایمان دار مسیحی اس خوشی اور تسکین سے ناواقف نہیں ہوتا جو پاک شراکت سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ اس روشنی اور گرمی کو جانتا ہے جو اس کا پیار کرنے والا خداوند وقتاً فوقتاً اس کی روح کو دیتا ہے۔ پس سب سے بڑی بخشش کے ساتھ وہ باقی بخششوں کو بھی حاصل کرنے کا اُمیدوار رہیگا لیکن باقی بخششوں کو وہ مسیح کی اندرونی سکونت کی بخشش کے ماتحت گردانے گا۔ اس کی سکونت جس کو اس کا دل ایمان سے ساتھ شکرگذاری کے کھاتا ہے۔ کیونکہ وہی وہ خوراک ہے بذریعہ جس کے اس کی روح جان اور جسم بے الزام مسیح کے آنے تک بحال رہ سکتی ہے÷

دوسرا باب

پاک رفاقت کے ذریعہ سے ہم خدا کے نزدیک جاتے ہیں

پس روحانی زندگی میں پاک شراکت ایک خاص درجہ اور مقصد رکھتی ہے۔ یعنے وہ ایسا وسیلہ ہے جسے ہمارے خداوند نے مُقرر کیا اور اسی کے ذریعہ سے وہ اتحاد جو ہماری اور اس کی فطرت کے درمیان ہے ہمیشہ تازہ ہوتا رہتا ہے۔ یعنے وہ اتحاد جو ان الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ "وہ مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اس میں"۔ اب ان الفاظ کو اپنا رہنما بنا کر فروتنی

تعظیم اور صبر سے ہم کوشش کرینگے کہ زیادہ غور سے ان کے معنی کی گہرائی کو دیکھیں ۔

ہمیں فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ ان میں دوگونہ اندرونی سکونت کا ذکر ہے "وہ مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اس میں"۔ ان میں سے دوسرے جملہ میں بتلایا گیا ہے کہ خداوند کو کھانے کا نتیجہ کیا ہے ۔ وہ اپنے آپ کو حیات کی روٹی کہتا ہے ۔ پس جب ہم اس زندہ روٹی کو کھاتے (اس کھانے میں خواہ کچھ ہی کیوں نہ شامل ہو) ہیں تو وہ ہم میں رہتا یا سکونت کرتا ہے ۔ یہ خیال بہت صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن اس کو لیکر اتنی تسلی نہ کر لینی چاہئے کہ گویا اسی میں سب کچھ آگیا ہے ۔ مبارک سکریمنٹ کی نسبت بہت لوگ غلط خیال رکھتے ہیں اور ادھوری اور غلط تعلیم دیتے ہیں ۔ اس کا اکثر سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے خداوند کے کلام کے دونو حصوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیتے ہیں ۔ بعض نے سمجھا ہے کہ مشارکت میں روحانی فعل فقط یہ ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے ایک بخشش عطا ہوتی ہے یعنے مسیح حیات کی روٹی ہو کر ایماندار کے اندر سکونت کرتا ہے ۔ یوں مسیح کے قول کا دوسرا حصہ (یعنے وہ مجھ میں رہتا ہے) نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ اس غلطی میں رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ دونو مبتلا ہو چکے ہیں ۔ لیکن ہمیں صاف دکھائی دیتا ہے کہ ہمارا خداوند دوگونہ اندرونی سکونت کا ذکر کرتا ہے ۔ اور یقین جاننا چاہئے کہ ایسے بھاری اور پُر اسرار معاملہ میں آپ نے جو کوئی لفظ فرمایا ہے وہ گہرے اور بیش قیمت معنوں سے پُر ہے ۔

پس اب دریافت کریں کہ خداوند کے جسم اور خون کا لائق طور پر

لینا کن معنوں میں ہمیں اس کے اندر سکونت بخشتا ہے ۔ یعنے اب اس امر پر غور کیا جاوے گا کہ پاک رفاقت میں مسیح میں ہو کر ہم خدا کے نزدیک جاتے ہیں ۔

غور کرو کہ ہمارا مبارک خداوند پہلے فرماتا ہے کہ ہم اس میں رہینگے بعد ازاں ہمارے اندر اپنی سکونت کا ذکر کرتا ہے ضرور ہے کہ اس کے وسیلہ ہم باپ کے ساتھ ملائے جاویں ۔ اس کے جسم کا حصہ ہو کر باپ کے نزدیک آویں ۔ اس شئے کے کہ جس کا وہ ہمیشہ زندہ سر ہے زندہ اور حقیقی اعضا بن جاویں ۔ تب ہم اس لائق ٹھیریں گے کہ اس شئے کو حاصل کریں جو باپ ہمیں اس میں اور اُس کے ذریعہ سے دیتا ہے ۔ یہ دوگونہ اندرونی سکونت شراکت کی نماز کے دو حصوں کی مثال سے خوب سمجھی جا سکتی ہے پہلے حصہ میں ایماندار خدا کے بیٹے کی موت کو یاد کرتا ہوا خدا کے نزدیک جاتا ہے ۔ دوسرے میں انہی چیزوں کو کھاتا پیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ یادگاری کی گئی تھی ۔ یوں ہم ان دو روحانی خیالات کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں جو شراکت کی نماز کے دو حصوں کی بنیاد ہیں ۔ شراکت کی نماز میں شریک ہونے والے کا صرف یہی کام نہیں کہ نزدیک جا کر سکریمنٹ کے اجزا میں شامل ہو جائے ۔ یہ مبارک انعام ایسے لوگوں کے لئے نہیں جو سخت دل ہیں یا جنھوں نے بپتسمہ نہیں پایا ۔ یہ آن کے لئے ہے جو گو پہلے دور تھے تاہم یسوع کے خون میں نزدیک لائے گئے ہیں ۔ جن کو اس خون اور نئے اور زندہ طریق یعنے اس کے جسم کے وسیلہ سے پاک جگہ میں داخل ہونے کی جرأت حاصل ہے ۔

تمام تیاری گناہوں کے اقرار اور مغفرت کا کیا مطلب و مقصد ہے:

یہ ظاہر کرتے ہیں کہ سکرمنٹ کی برکت کی بنیاد یہ ہے کہ آدمی کامیل خدا کے ساتھ ہو جائے۔ کیا سبب ہے کہ ہمارے خداوند کی قربانی کی یادگاری ان الفاظ میں کی جاتی ہے جو باپ کے حضور ایک دعا ہیں۔ بعض پروٹسٹنٹ کلیساؤں کا دستور ہے کہ وہ تقدیس کے الفاظ کو جماعت کی طرف مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔ تاہم اس کے خلاف تمام قدیم نمازیں شہادت دیتی ہیں۔ کہ تقدیس کی نماز باپ سے مخاطب ہو کر پڑھی جاتی تھی پس اس عبادت میں ہر ایک علیحدہ روح خدا کے ساتھ کیا اور کیسا تعلق رکھتی ہے ظاہر ہے کہ وہ خدا کے قریب آتی۔ اپنا رشتہ اُس کے ساتھ نیا کرتی اور اُس کے سکرمنٹی انعامات کے پانے کی منتظر رہتی ہے۔ لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ سب وہ خود اور اپنے آپ سے نہیں کرتی۔ وہ ایک مجمع یعنی کلیسیا میں ایک فرد ہے۔ وہ فقط مسیح میں ہو کر باپ کے نزدیک آسکتی ہے۔ وہ مسیح کے ساتھ ایک بنائی جاتی اور اس میں باپ کے نزدیک لائی جاتی ہے تاکہ جس رُوحانی قوت اور خوراک کی اس کو ضرورت ہے اس اتحاد میں اُسے باپ کی طرف سے ملے۔ ہم مسیح میں قائم ہوتے اور اُس میں باپ کے پاس آتے ہیں۔ تاکہ وہ ہم میں بس سکے۔ اور اس میں ہو کر باپ کی بخششیں ہم تک آسکیں۔ لیکن اگر مسیح میں ساکن رہنے کا یہی مطلب ہے تو کیا یہ سچ نہیں کہ اس کے باعث سے ہم اس لائق ہوتے ہیں کہ مسیح کے گوشت اور خون میں شریک ہوں۔ یعنے یہ شراکت اس سکونت کا نتیجہ ہے اور نہ سکونت شراکت کا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روحانی امور میں وقت اور سلسلہ کے ایسے فرق

اور درجے نہیں پائے جاتے۔ بالیقین شراکت کا فعل شروع سے آخر تک خدا کی نظر میں ایک فعل ہے۔ یہ دریافت کرنا کہ خداوند ٹھیک کس طرح پر اپنے تئیں بذریعہ روٹی اور وین کے ہمیں دیتا ہے جسمانی طبیعت ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ دریافت کرنے میں بھی کوئی روحانی فائدہ نہیں کہ عبادت میں عین کس وقت ہم خدا کے نزدیک پہنچائے جاتے ہیں۔ ایماندار جانتا ہے کہ جب ہم مسیح میں خدا کے نزدیک آتے ہیں خدا ہمارے نزدیک آتا ہے جب ہم مسیح میں قائم ہیں وہ ہم میں قائم ہے۔ ان کو روحانی خیالات متصور کر کے ہم انہیں جدا کر سکتے ہیں۔ لیکن بلحاظ فعلیت ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایک ایس وقت ہوتا ہے اور دوسرا اُس وقت۔

پس ہم دریافت کریں کہ ہمارے خداوند میں سکونت کرنے کے روحانی نتائج کیا ہیں۔ جب ہم مسیح میں باپ کے نزدیک جاتے ہیں تو اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔

۱۔ یہ ہے کہ ہم اس رشتہ ابنیّت میں جو وہ باپ کے ساتھ رکھتا ہے شریک ہو جاتے ہیں۔ ہم خدا کے بیٹے ہیں۔ اسی پر ہماری کل مسیحی زندگی کا مدار ہے۔ جب ہم خدا سے متبنیٰ کئے جاتے ہیں اس وقت اس زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس زندگی کی پہلی آواز یہ ہے یعنے "اے ہمارے باپ"۔ جب آسمانی باپ اپنا ہاتھ تجھ پر رکھتا ہے اس وقت اس پر مُہر ہوتی ہے جب وہ زندگی دوبارہ جاگتی ہے تو اس وقت اس میں سے یہ آواز نکلتی ہے کہ میں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤنگا۔ فقط ابنیّت ہی کی شرط پر ہم خدا تک راہ پا سکتے ہیں۔ انسان اس قابل نہیں کہ مخلوقات کا سر اور پہلا پھل ہونے کی حیثیت کی بنا پر اپنے خالق کے نزدیک آوے۔ وہ اس درجہ کو

جو مخلوقات میں رکھتا تھا کھو چکا ہے۔ اس کا تاج جاتا رہا ہے۔ جو درجہ اسے ایک دفعہ عطا ہوا تھا اس سے وہ گر گیا ہے۔ ہم یوں نہیں آسکتے کہ گویا ہم خدا کے مزدور ہیں۔ مزدوری ہمارا حق نہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کے واسطے کچھ کبھی محنت نہیں کی۔ ہم اس کی باغی رعایا ہیں اور پھر اطاعت قبول کیا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم اس پر کچھ حق نہیں رکھتے۔ البتہ رحم کی تو ہم اُمید کر سکتے ہیں۔ لیکن دعویٰ نہیں کر سکتے کہ وہ ہمیں قبول کرے۔ لیکن یہ دعویٰ ہے جیسے خدا قبول کرتا ہے۔ اور جسے اس نے ہمیشہ مانا ہے۔ یعنے ابنیت کا دعویٰ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں پدرانہ معافی کا یقین ملے۔ پدرانہ محبت فضل اور مدد کے ہم خواہشمند ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے باپ کا منہ دیکھیں۔ اور اس کے گھر میں شریک ہوں جو فی الحقیقت ہمارا باپ ہے۔ لیکن یہ سب تب ہو سکتا ہے جب ہم اس کے ابن وحید کے ساتھ ایک ہو جاویں۔ راہ وہی ہے۔ کوئی بغیر اس کے باپ کے پاس آ نہیں سکتا ہے۔ اس میں رہ کر ہم اس کی جلیل زندگی میں حصّہ پا سکتے ہیں۔ اس میں ہم خدا کے بیٹے بنائے جاتے ہیں۔ وہی خدا کا ابن وحید ہے۔ جس طرح کہ اپنے خدائی بادشاہ میں ہم ایک بادشاہت اور اپنے سردار کاہن میں کاہن بنائے جاتے ہیں۔ خالق اور مخلوق۔ گنہگار اور قدّوس میں ایک بڑا فرق ہے۔ مسیح سے باہر یہ فرق دور نہیں ہو سکتا اور انسان اس فرق کے باعث خدا کے نزدیک آنے سے روکا جاتا ہے۔ ہم اُسے کتنا ہی ڈھونڈھیں۔ اسکے خواہ کتنے ہی پیاسے کیوں نہوں کوئی نیا رشتہ نہیں جو ہم اس کے ساتھ قائم کر سکیں۔ لیکن اپنے مبارک خداوند سے مل کر نہ فقط کل نوع انسان بلکہ ہر ایک انسان علیحدہ

علیحدہ خدا کے نزدیک لایا جاتا ہے کیونکہ ہر انسان اپنے سر یعنے خداوند کے جسم کا حصّہ ہے۔ ہر شخص اس محبوب میں فضل پاتا ہے ہر شخص چونکہ وہ ابن یعنے بیٹے کا عضو ہے خدا یعنے باپ کا فرزند بنتا ہے ؂

ایماندار شریک مسیح میں سکونت کرتا اور اس کے ساتھ اتحاد کو محسوس کرتا ہے۔ یوں وہ مسیح کی ابنیّت میں جو وہ باپ کے ساتھ رکھتا ہے شریک ہوتا ہے۔ شریک ہونے سے آدمی خدا کے نزدیک آتا ہے۔ اجنبی کی طرح نہیں بلکہ فرزند کی طرح۔ وہ اپنے آسمانی باپ کی محبت اور روشنی میں داخل ہوتا ہے۔ خدا کے کل خاندان میں شامل ہوتا ہے۔ اور اُسے خدا کے روحانی گھر میں ایک نام اور ایک جگہہ ملتی ہے۔

۳۔ مسیح میں سکونت کرنے سے ہم اس کی قربانی کی زندگی میں مشارکت حاصل کرتے ہیں۔ ہمارا خداوند وہ نیچر رکھتا ہے اور وہ باپ کے حضور ہمیشہ کے لئے کاہن ہے۔ وہ ایک تخت نشین کاہن ہے۔ پس جو شخص روحانی طور پر اس کے ساتھ متحد ہوا ہے وہ نہ فقط اسکی ابنیت کا شریک ہے بلکہ اس کی کہانت کا بھی جو فی الحقیقت مسیح میں سکونت کرتا ہے وہ ضرور قربانی کے مقصد اس کے درد اور اس کی خوشی میں حصّہ رکھتا ہے۔ پولوس رسول کہتا ہے کہ مسیح میں سکونت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس کے ساتھ مرے دفن ہو اور اس کے ساتھ دوبارہ زندہ ہو جائے۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ اس کے ساتھ صعود کرے اور جہاں وہ ہے وہاں دل اور زندگی میں اس کے ساتھ رہے۔ اور اس کام میں جو وہ پردے کے پیچھے کرتا ہے حصّہ دار اور ہمدرد ہو۔ وہ کام کیا ہے

ہم سب جانتے ہیں۔ وہ بغیر خون کے داخل نہیں ہوا۔ وہ برّہ ہے جو تخت کے بیچوں بیچ ہے اور ذبح ہوچکا ہے۔ برّہ کا ذبح ہونا اور مرنا ہمیشہ کے لئے تمام ہوچکا ہے۔ قربانی کا پیش ہونا بھی اس وقت مکمل ہوا جب بادل نے اُسے ہماری نظروں سے چھپالیا۔ اور وہ بار تعالیٰ کے دہنے جا بیٹھا۔ باوجود اس کے بھی وہ ہمیشہ قربانی گذرانتا ہے بلکہ خود ایک ازلی و ابدی قربانی ہے۔ اس کی قربانی کی سفارش اور کاہنی شفاعت ان کے لئے جن کی خاطر اسنے اپنے آپ کو دیا ہر زمانہ میں جاری ہے۔ جب کہ ایک انسانی بچّہ تولد ہوتا۔ گناہ کرتا۔ اور کفّارہ کا حاجتمند ہوتا ہے آسمانی کاہن اس کے لئے اپنے عہدے کا کام پورا کرتا ہے۔ جب تک باپ کی مرضی کے مطابق بچّے پیدا ہوتے چلے جاویں گے تب تک مسیح کی کاہنی خدمت جاری رہے گی۔ تب تک اُس کے کفّارے کی تاثیر بھی وسعت پاوے گی۔ اُس کے طفیل بنی آدم کے لئے شفاعت کی جاوے گی اور اس کا اثر معلوم کیا جاوے گا۔ یہ قربانی نئی نہیں اور نہ دُہرائی ہوئی ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی قربانی ہے جو سدا جاری ہے۔ جو ابدی روح کے وسیلے چڑھائی جاتی ہے۔ یہ دنیا کی بنا سے پہلے اس نے چڑھائی اور وہ اسے ابدی روح کے وسیلہ سے جب تک دنیا ہے جاری اور قائم رکھے گا۔ اپنی قربانی کی اس سفارش میں وہ اپنی کلیسیا کو شامل ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ اور اس کے ہر ایک زندہ ممبر کو بھی اس میں شریک کرتا ہے۔ جب کبھی دُعا میں کوئی سفارش کی جاتی ہے۔ جب کبھی یہ الفاظ کہے جاتے ہیں یعنے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے تب یہ قربانی پیش ہوتی ہے۔ اور اس سفارش کا

مطلب اور اس کی قوت اِسی قربانی میں ہے۔ اور جب کلیسیا جمع ہو کر باپ کے سامنے خداوند کی موت کی یادگاری کرتی ہے اور اپنے ممبران اور کُل دنیا کے سامنے باپ کی عبادت کے ایک سنجیدہ فعل میں اس کا اعلان کرتی ہے۔ خاصکر اس وقت کلیسیا اپنے خداوند کی کاہنی زندگی اور اس کے کاہنی دل کے ساتھ متحد ہوتی ہے ÷

لیکن دیکھو کہ اس خیال میں مسیح کے ہر علیحدہ ممبر کے دل کی نسبت کیا کچھ شامل ہے۔ وہ مجبور ہے اور اس کا حق ہے کہ اپنے خداوند کی قربانی کی زندگی میں شریک ہو۔ پس ہمارا فرض ہے کہ خدا سے درخواست کریں کہ ہمیں خود شناسی توبہ ایمان اور محبّت بخشے۔ کیونکہ فقط اسی طور پر ہم اس کی کامل خود شناسی کی زندگی میں شریک ہوسکیں گے۔ پس کیونکہ ممکن ہے کہ ایسا شریک ہونیوالا جو بےپروا اور سنجیدگی میں قاصر ہے اور جلد بازی اور گستاخی سے دنیا کی گرد اور بے توجہی کو ساتھ لئے ہوئے خدا کی عبادت میں گھس آتا ہے اس سکرمنٹ کی اصلی برکت کو معلوم کرے۔ کیونکر ممکن ہے کہ ایسا شخص جو اپنی زندگی کا کوئی حصّہ خدا سے چھپا رکھتا ہے ایسی حالت کو محسوس کرے جس کی کلیّہ شرط خود شناسی ہے ÷

۳۔ عشاء کا شریک جو مسیح میں سکونت رکھتا ہے مسیح کے کامل کفارے کی خوشی میں شامل ہوتا ہے ÷

کلیسیا نے نماز کی جو ترتیب عشاءِ ربّانی کے لئے مقرّر کی ہے وہ ایک قسم کی قربانی کی عبادت ہے۔ اس کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو روحانی اور صوفیانہ طبیعت رکھتا ہے۔ جس گھڑی کہ ہم اس مضمون کو دلیل اور مباحثہ

میں مبتلا کرتے ہیں اور اس پر یوں بحث کرتے ہیں کہ کفرنحوم والوں نے
مسیح کے گوشت کے کھائے جانے کی نسبت کی تھی۔ اسی گھڑی اس کا
مطلب ہم سے دور ہو جاتا ہے اور ہم ایسے گڑبڑ اور متضاد میں پھنستے ہیں
کہ جن سے نکلنا محال یا مشکل ہے۔ اگر عشاء کو بیرونی طور سے دیکھیں تو اس
میں اور قربانی میں کوئی مشابہت نہیں اور ان دو چیزوں کو مشابہ قرار
دینا محض وہم و خیال معلوم ہوتا ہے۔ قربانی کے محاورات و اصطلاحات
کو عشاء کی ترتیب کی طرف منسوب کرنا محض عقل کے رُو سے ایک مصنوعی
اور ناقابل سمجھ بلکہ بیہودگی اور بے عزتی کا فعل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ
سمجھ لو کہ سب کچھ مسیح میں کیا جاتا ہے۔ اور ہم مسیح میں روحانی طور پر پہونچیں
تب مسیح کی موت کی یہ یادگاری ایک ظاہری حقیقت ہو جاتی ہے۔ اور ہم دیکھ لیتے
ہیں کہ اس فعل میں جس سے اُس نے اپنے آپ کو قربان کیا ہم بھی شریک ہیں۔
لیکن یہ جو کہا گیا ہے کہ ہم اس کی قربانی میں شریک ہیں۔ کیا معنی رکھتا
ہے ہم اُس کے گناہ کی قربانی میں شریک نہیں ہیں۔ وہ اس کی
قربانی کا صرف ایک پہلو ہے۔ اور یہ عین وہ پہلو ہے جس میں اور
کوئی شامل نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ قربانی ایک دفعہ کی گئی ہے اور اُس کا
واسطہ دے کر ہم خدا سے التجا کرتے ہیں۔ لیکن ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ ہم اس
قربانی کو از خود کر سکیں۔ کیا ایسا کرنے کی کبھی جرأت کریں۔ لیکن ہمارے
خداوند کی قربانی گناہ کی قربانی سے زیادہ ہے۔ اس نے جب اپنے آپ کو
قربان کیا تو اس فعل میں تمام قربانیاں شامل اور مکمل ہو گئیں وہ فی الحقیقت
وہی ایک گناہ کی قربانی تھا جو خیمہ سے باہر ہماری نجات کے لئے قربان

ہوا۔ لیکن وہ سوختنی قربانی یعنے کامل خود نثاری کا نمونہ بھی تھا جو کہ خدا اور
انسان کی گرم محبت کی خاطر بالکل سوخت ہو گیا۔ اس امر میں ہماری زندگیوں
کو یہ اعلیٰ استحقاق حاصل ہے کہ مقصد اور ارادے میں اس کی زندگی کے ساتھ
ایک ہو جاویں۔ یہ زندگیاں زندہ قربانیاں ہو کر خدا کے حضور پیش کی جائیں گی
علاوہ اس کے مسیح اس بحال شدہ شراکت کی جو آدمی کو حاصل ہوئی ہے شکر
کی قربانی ہے اور خدا کی طرف سے زندگی کا انعام ہے۔ پرانے زمانہ میں
جب کوئی شخص ایسی شکر کی قربانی گذرانتا تھا تو اس کا حق ہوتا تھا کہ اس
میں سے کچھ کھائے۔ مسیح میں ہماری سکونت ہمیں اس کے ساتھ اس کی
کل قربانی کی زندگی میں شامل کرتی ہے۔ لیکن شراکت کے اس خاص فعل
میں ہم اُس کی ہمیشہ جاری رہنے والی لیکن مکمل قربانی کی شکر کی قربانی میں
شریک ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ حمد و شکر کی قربانی ہے۔ یعنے یہ قربانی حمد و
شکر سے بھرپور ہے۔ ہم مسیح میں خدا کے نزدیک آتے ہیں اور اس میں معافی
بحالی اور اتحاد کی حالت میں سکونت کرتے ہیں۔ پاک شراکت کی عجیب
خوشی اسی میں ہے۔ اسی کی وجہ سے شراکت کلیسیا کی عظیم حمد کی خدمت
ہے۔ اور اسی میں شکرگزاری کے سب سے اعلیٰ جلوے پائے جاتے ہیں۔ پس
نہ فقط خوف توبہ اور عجز میں ہم اس کے نزدیک آتے ہیں۔ بلکہ ایمان میں
ہم نزدیک آتے ہیں اور اپنی تسلی کے لئے اُس پاک سکرمنٹ میں شریک
ہوتے ہیں۔ پرانی نمازوں میں شراکت کی نماز کا وسطی حصہ جو تقدیس پر ختم ہوتا
ہے ہمیشہ شکرگزاری کا ایک طویل اور جامع فعل ہوتا تھا جس میں خدا کے
حضور نیچر اور فضل کی ہر بخشش کے لئے شکر کیا جاتا تھا۔ اور ہماری نمازیں

تو یہ اور مناجات حمد سے مبدل ہو جاتی ہیں جب کہ ہم اپنے دلوں کو رجوع کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے شراکت کا فعل ان جملوں پر ختم ہوتا ہے جو ان الفاظ سے شروع ہوتے ہیں یعنی "خدا کو آسمان پر وغیرہ" تجسم کا عظیم گیت وسعت پا کر رہائی پائے ہوؤں کا عبادت کا گیت بن جاتا ہے۔ تب ہم اس کاہن کے ساتھ جو تخت پر ہے یعنی قربانی چڑھانے والے اور فتحمند خداوند کے ساتھ ایک ہو جاتے ہیں۔ اس نے درد اور موت کو ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا ہے۔ اور ابھی ہمیں بُلاتا ہے کہ اپنے دلوں کو بلند کریں اور اسکے ہمراہ رضامند اور راضی شدہ باپ کے سامنے آسمانی مقاموں میں بیٹھیں۔

تیسرا باب

پاک رفاقت میں خدا باپ ہمارے نزدیک آتا ہے

اب ہم اس جملہ کے دوسرے حصّہ پر جس میں خداوند نے اپنے گوشت کے کھانے اور خون کے پینے کے نتائج کا ذکر کیا ہے غور کریں گے۔ وہ فرماتا ہے "اور میں اس میں"۔ یعنے اُس شخص کے اندر جو میرے ساتھ شراکت رکھتا ہے میں سکونت رکھتا ہوں ÷

لیکن ان الفاظ کے معانی کو ظاہر کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ اس لفظ پر نظر کی جاوے جو دونو جملوں میں مشترک ہے۔ یعنے "رہنا" یا "سکونت"۔ اس میں نہ ایک عارضی بلکہ مستقل اتحاد کا ذکر ہے۔

ہمارے خداوند کی اس سکونت کا جو بذریعہ سکریمنٹ کے ہوتی ہے بعض وقت یوں ذکر کیا جاتا ہے کہ گویا وہ پاک شراکت میں گاہے گاہے عنایت ہوتی ہے۔ ایسے محاورات کا آسانی سے قبول کر لینا یا ایسے معانی کو جلد منظور کرنا بہت سے نفسانی اور عقلی خیالات کو پیدا کرتا ہے اور لوگ دریافت کرنے لگتے ہیں مسیح سکریمنٹ میں کیونکر حاضر ہوتا ہے۔ آیا وہ روٹی اور وین کے اندر ہے یا ان کے ساتھ ہے اور ان کے نیچے ہے۔ ہمارا دعوےٰ ہے کہ مبارک سکریمنٹ میں ہمارا خداوند خاص طور پر اپنے کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری بشریت کو اپنے ساتھ متحد کر کے وہ ہمیں ایک خاص انعام عنایت کرتا ہے۔ لیکن یہ خیال کہ پہلے وہ ہم سے کس طرح غیر حاضر ہوتا ہے یا بعد سکریمنٹ کے غیر حاضر ہو جاتا ہے بالکل غلط ہے۔ اس نے خود فرمایا ہے کہ اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو وہ یہاں ہے یا دیکھو وہ وہاں ہے تو اُس کی نہ ماننا اور یہ اس وقت جب کہ وہ جلیلی جسم میں اپنے دوبارہ آنے کا ذکر کرتا تھا۔ یوں آنے اور جانے کے خیال کو بالکل ترک کر دینا مناسب ہے۔ پس جب کہ یہ خیال اس کی جسمانی آمد کے بارے میں غلط ہے تو اس کی روحانی حضوری کے بارے میں بھی جس کو انسانی حواس اور انسانی عقل سمجھ نہیں سکتی ضرور ہی غلط ہو گا۔ وہ فرماتا ہے کہ جو کوئی میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے میں اس میں سکونت کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ میں سکونت کرتا ہے۔ یہاں ایسی حالت کا ذکر ہے جو محض مشارکت کے فعل سے بدرجہا بلند ہے۔ گو مشارکت اُس کی معاون ہو سکتی ہے اور اس کو مہیا کر سکتی ہے۔ کیونکہ اگر ہم پہلے

درحقیقت مسیح میں نہوں تو ہم اس کو ہرگز کھا نہیں سکتے۔ اگر وہ پہلے سے ہمارے اندر موجود نہ ہو تو وہ اپنے آپ کو ہمیں دے نہیں سکتا۔ باوجود اس کے اپنے سکریمنٹ کے انعام میں اور سکریمنٹ میں ہمارے اُس کو کھانے سے یہ اتحاد درمیان اُس کے اور ہمارے ہمیشہ مضبوط ہوتا اور نیا کیا جاتا ہے ہم اس میں رہتے ہیں اور وہ ہم میں رہتا ہے +

پس یہ کہتے وقت کہ عشاء میں خدا ہمارے نزدیک آتا ہے اپنے ذہن کو اس کی آمد کی نسبت تمام مقامی عارضی اور مادی خیالات سے خالی کر لینا چاہئے۔ ایک شے جو جسمانی لحاظ سے ناممکن ہے روحانی لحاظ سے بالکل سچ ہو سکتی ہے۔ اگر خدا ہمارے ساتھ پہلے سے متحد نہ ہو تو اُس کا ہمارے نزدیک آنا بھی ناممکن ہے۔ اُس کا ہمارے نزدیک آنا ایک فروتنی کا فعل ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنی زندگی کو ہمارے اندر بار بار نیا اور گہرا کرتا ہے۔ یہی زندگی وہ رشتہ ہے جو اُس کو ہم سے ملاتا ہے +

۱۔ پاک شراکت میں مسیح کی ابنیت میں شریک ہو کر ہم خدا باپ کے نزدیک آتے ہیں۔ اسی طرح وہ اپنی الٰہی ابوتیت میں ہمارے نزدیک آتا ہے۔ جو کچھ کہ عشاءِ ربّانی میں ہم کو ملتا ہے وہ اس بے بیان بخشش میں جو اس نے اپنے بیٹے میں ہم کو دی ہے شامل ہے۔ وہ جس نے اپنے بیٹے کو باز نہ رکھا بلکہ اُسے ہم سب کی خاطر دے ڈالا کیا وہ اس کے ساتھ کشادہ دلی سے سب چیزیں ہمیں نہ دے گا۔ اُس کے ساتھ باپ کے فضل کی بخششوں کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اُس کے بیٹے کے ساتھ دی جاتی ہیں۔ یا یوں کہو کہ وہ اُسکی اس ایک بڑی بخشش یعنے اُس کے

بیٹے میں شامل ہیں۔

اور یہاں ہماری شراکت کی نماز سکھاتی ہے کہ باپ اپنے بیٹے کو ہمیں دیتا ہے نہ فقط اس لئے۔ کہ وہ ہمارے لئے مرے بلکہ اس لئے بھی کہ سکریمنٹ میں ہماری خوراک اور غذا ہو۔ اسی طرح تقدیس کی دعا میں باپ سے التجا کی جاتی ہے کہ "یہ بخش کہ ہم تیرے بیٹے اپنے منجی...... اُس کے کمال مبارک بدن اور خون میں شریک ہوں"۔ بعد شراکت کے باپ کا شکر کیا جاتا ہے کہ وہ ہمیں اپنے بیٹے کے خون اور گوشت سے کھلاتا ہے۔

یہ خیال یعنے خدا کا اپنی ابوّیت میں ہمارے نزدیک آنا پوری طرح ظاہر کرتا ہے کہ شراکت کی نماز ایک پوری اور کامل عبادت ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ فقط یہی ایک پوری اور کامل نماز و عبادت ہے۔ اس میں گناہوں کا اقرار اور مغفرت ہے۔ کیونکہ ضرور ہے کہ وہ دیوار جو گناہ کے باعث ہمارے اور باپ کے درمیان بن جاتی ہے دور کی جاوے تاکہ باپ اپنی ابوّیت میں ہمارے نزدیک آسکے۔ اس میں وہ انکشاف جو اس نے اپنی نسبت ہمیں بخشا ہے طرح طرح سے ہمارے سامنے لایا جاتا ہے۔ پہلے شریعت میں بعد ازاں انجیل میں۔ اس میں کل کلیسیا کے ایمان کا اقرار شامل ہے۔ خدا کا کل خطاب انسان کی طرف اور انسان کا کل جواب خدا کی طرف اس عبادت میں پایا جاتا ہے۔ اور ان سب کو جمع کر کے شراکت کے عظیم فعل میں ان پر مُہر ہوتی ہے۔ اور اسی پر کل عبادت کا حصر ہے۔

وہ شراکت کا فعل ہی ہے کہ جس کے باعث پاک عشاء کی نماز کو تکملہ اور اثر حاصل ہوتا ہے۔ آج کل اس بات کی ضرورت ہے کہ جماعتوں

کو یہ بات یاد دلائی جاوے۔ عبادت گاہ کھلی ہے اور لوگ سنجیدگی کے ساتھ عشاء کی نماز میں حاضر رہ سکتے ہیں۔ خاص کر ایسی حاضری سے ان کو جو پہلی دفعہ عشاء لینے کے لئے تعلیم پا رہے ہیں خاص فائدہ ہو سکتا ہے۔ وہ جو پہلے شریک ہو چکے ہیں اس نماز میں دعا و سفارش کا موقع پا سکتے ہیں۔ ان سب پر کلیسیا اپنا دروازہ ہرگز بند نہیں کرتی لیکن خطرہ یہ ہے کہ کلیسیا کے بہت سے دیندار ممبر محض حاضری کو شراکت پر ترجیح دینے لگے ہیں۔ اگر یہ دستور بڑھتا جائے تو ضرور بڑا خطرہ ہوگا۔ یہ سمجھنا کہ ایسا کرنے سے ہم اپنے مبارک خداوند کی خاص حضوری کی پرستش کرتے ہیں اور یوں اپنے خداوند کی تعظیم کرتے ہیں درست نہیں۔ جب کہ ہم شریک ہونے سے باز رہتے ہیں تو اس کی خاص حضوری سے بھی دور ہیں۔ ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے لئے وہ خاص طور پر حاضر ہے۔ یہ سمجھنا وہم ہے کہ شراکت سے باز رہنے والے کی سفارش کوئی خاص اثر رکھتی ہے۔ پاک شراکت میں ہم مسیح کے ساتھ یگانگی حاصل کرتے ہیں اور یوں ہماری سفارش اس کی سفارش کے ساتھ مل جاتی ہے اور موثر اور کامیاب ہوتی ہے۔ پس وہ لوگ جو بغیر شریک ہوئے عشاء کی نماز میں گاہے گاہے حاضر رہتے ہیں ان کو چاہئے کہ کلیسیا میں اپنی حالت پر غور کریں۔ جیسے کہ قدیم کلیسیا میں ناظرین یا تائب ہوا کرتے تھے ویسے ہی یہ لوگ ہیں۔ یہ ناظرین یا تائب سخت گناہ کے باعث شراکت سے روکے جاتے تھے۔ ایسی حاضری ان فرزندوں کی حاضری سے بہت مختلف ہے جو کامل و خالص بھروسے اور محبت

میں حاضر ہوتے ہیں÷

۲۔ پاک شراکت میں ہمارا باپ خدا روح القدس کی تاثیر کے ذریعہ سے ہمارے پاس آتا ہے۔ اس امر میں بھی کل انتظام تناقض سے بری ہے۔ شروع سے خدا نے اپنے بیٹے کو اپنی روح کے ذریعہ سے نوع انسانی کو بخشا ہے۔ قبل اس زمانہ کے جب کہ کلمۃ اللہ نے دنیا کو بنایا خدا کی روح پانیوں کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔ قبل اس کے کہ کلام جسم بنا پاک روح مریم پر آئی اور باریتعالیٰ کی قوت نے اس پر اپنا سایہ ڈالا۔ قبل اس کے کہ اس نے جسم میں گناہ کے لئے اپنی یکتا قربانی گذرانی اس نے ابدی روح کے وسیلہ سے اپنے تئیں بے عیب خدا کی نذر کیا تھا۔ اسی پاک روح کے ذریعہ سے جو باپ کا وعدہ ہے خدا کے بیٹے کی حضوری اس کی کلیسیا میں قائم کی جاتی ہے۔ اپنی آخری تقریر میں اس نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں تمہارے پاس آؤں گا اور پھر فرمایا کہ وہ یعنی الٰہی تسلی دینے والا آئیگا۔ یہ دونو کلام ایک ہی ہیں÷

علیحدہ ہر انسان کی بھی یہی حالت ہے۔ مسیح کا ہمارے اندر صورت پکڑنا۔ ہمارے اندر خدا کی بگڑی ہوئی صورت کا دوبارہ بحال کیا جانا۔ خدا اور آدمی کے درمیان ابوت اور ابنیت کے رشتہ کا پھر قائم ہونا جسے نوساخت کہتے ہیں۔ اور باپ کی مرضی کا فرزند کے اندر ایسا جم جانا اور ترقی پانا جسے تقدس کہتے ہیں۔ یہ سب شروع سے آخر تک اسی خدائی روح القدس کا کام ہے۔ فضل کے وسائل کا بھی یہی حال ہے جس طرح کہ خدا کا الٰہی کلام پاک نوشتوں میں ہمیں دیا گیا ہے اسی طرح

خدا کا مجسم کلام بھی جو ہم میں بستا ہے۔ یہ سب کام پاک روح کے کام ہیں۔ خداوند فرماتا ہے کہ روح زندہ کرتا ہے جسم سے کچھ نفع نہیں۔ ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں کہ پاک سکریمنٹ کو صرف روحانی معنوں میں سمجھنا چاہئے اور اس کے جسمانی پہلو کی کچھ حقیقت نہیں۔ ان کا اصل مطلب یہ تھا کہ وہ نفع یا برکت جس کا اس نے اپنی تقریر میں ذکر کیا تھا اور جسکو اُس نے اپنے جسم اور خون کے لینے کے ساتھ منسوب کیا تھا (یعنی مسیح کا آدمی کے اندر۔ اور آدمی کا مسیح کے اندر سکونت کرنا) اپنی زندگی اور تاثیر اور زندہ کرنے کی قوت خدا رُوح القدس سے حاصل کرتی ہے جس کے بغیر مسیح کے جسم کا کھانا اور اُس کے لہو کو پینا آدمی کے لئے بالکل بے فائدہ اور بے سود ہوگا۔ پس خدا کا سکریمنٹ میں ہمارے نزدیک آنا بذریعہ رُوح القدس کے ہے۔ قدیم کلیسیا اس بات کو خوب مانتی تھی اسی وجہ سے تقرر کے الفاظ کے ساتھ رُوح القدس سے خطاب ہوتا تھا۔ اس دستور کو سکاٹ لینڈ اور امریکہ کے کلیسیاؤں نے پھر اختیار کیا ہے ÷

۳۔ اس سکریمنٹ میں خدا باپ بذریعہ رُوح القدس کے ہمارے نزدیک آتا ہے۔ یعنے وہ ابن اللہ کا جسم اور خون (اسکی مجسم زندگی) ہم کو بخشتا ہے ÷

اس امر کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے جو مناسب ہے اور بہت کچھ کہا گیا ہے جو نامناسب ہے۔ اس لئے اس کے معنوں کی گہرائی کو زیادہ ڈھونڈھنا یا اُس کے استعارات پر زیادہ زور دینا غالباً گستاخی معلوم ہوگی۔ باوجود اس کے ہم کوشش کرینگے کہ اس سکریمنٹ کے متعلق محاورات کی بابت چند محدود مستقل خیالات کو قلمبند کریں۔

ایک زندہ شے کے جسم کو اُس کے خون سے جدا کرنے کے ہم عادی ہیں۔ تاہم ہم کو معلوم ہے کہ جسم کی جان خون میں ہے اور یہ دونوں ملکر زندہ انسان کا اوزار اور اُس کی ظاہری شکل ہیں جو اس اور حرکت کے کل اعضاء کا کامل مجموعہ جسم ہے۔ لیکن بغیر خون کے دوران کے وہ بے حس و حرکت ہوگا۔ یہ ایک مثال ہے۔ پہلے قوتوں اور لیاقتوں کی ایک دنیا ہے بعد ازاں ایک شے ہے جس کو کوئی سمجھ نہیں سکتا جس میں ہمیشہ زندگی ہے۔ یہی ان قوتوں اور لیاقتوں کو زندگی بخشتی ہے۔ اپنے خداوند کے ساتھ شراکت رکھنے سے یہی ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ ہم آیندہ جہان کی قوتوں کا مزہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ ہمیں عنایت ہوتا ہے تاکہ ہماری لیاقتوں حواس قوت معلومات و قوت تمیز مشیت و قوت فعلیہ کے اندر سکونت کرے۔ پھر وہ ہمیں عنایت ہوتا ہے کہ سب کی زندگی کا خون ہو اور وہ قوت ہو جو کہ سب کو متحرک کرتی اور سب کے اندر موج مارتی ہے جو سب کو صحیح و سالم رکھتی ہے۔ جو سب کو نہ فقط قوت بناتی ہے بلکہ حیات بھی۔ مسیح ہمارے لئے یہ سب کچھ ہے۔ یہی ہے جس کی خدا بیٹا خدا باپ اور خدا روح القدس آرزو کرتا ہے کہ بار بار ہمیں دیا جاوے اس پر بار بار مہر ہو۔ وہ بار بار نیا کیا جاوے۔ بذریعہ پاک سکریمنٹ میں اس کے کھانے اور پینے کے ÷

کیا کوئی پوچھتا ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیونکر ممکن ہے کہ ایسی بڑی قوتیں ایسے فروتن وسائل یا ایسے سادہ فعل کے وسیلے سے ہم تک پہنچیں۔ لیکن کیا یہ وہی پرانا سوال ہے جو کفرنحوم میں پوچھا گیا تھا۔

کہ یہ شخص کس طرح ہمیں اپنا جسم دے گا کہ کھاویں۔ یاد رہے کہ مسیح نے اس سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور صدیوں سے لوگ اس کے جواب کی تلاش میں ہیں۔ لیکن اس تلاش کا فقط یہ نتیجہ ہوا ہے کہ انھوں نے کلیسیا کو پرزہ پرزہ کر دیا ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ آسمانی اور روحانی طور پر۔ اور کیا ممکن ہے کہ ایک ایسی بات جو آسمانی اور روحانی خصلت رکھتی ہے ایسے لوگوں کی سمجھ میں آوے جو جسمانی عقل رکھتے ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ کیا ہم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ مقدس اجزا اسکریمنٹ کے پردہ میں ہمارے پاس ہے نہیں۔ یہاں شاعر کا قول سچ ہے کہ اس پاک رسم میں پردہ پھٹتا ہے اور اَن دیکھی چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔

کیا ہم ہوکر صاحب کے ساتھ کہیں کہ خداوند اجزاءِ سکریمنٹ میں نہیں بلکہ ایماندار کے دل میں ہے۔ بیشک۔ کیونکہ وہ دل میں آتا ہے اور اگر ہم اس کو وہاں نہ پہچانیں اور کہیں بھی نہ پہچانیں گے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ اس کا پورا جواب کبھی ہم کو ملے کیا ان چیزوں میں سے ایک نہیں جن کو خدا نے اپنے پیار کرنیوالوں کے لئے تیار کیا ہے۔ ایسی چیزیں جن کو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا۔ اور جو کبھی آدمی کے دل میں داخل نہیں ہوئیں۔ پس ہم کیا کہہ سکتے ہیں سوا اس کے کہ اے خداوند میں تیرا یقین کرتا ہوں۔ اے خداوند میں تجھے قبول کرتا ہوں۔ اے خداوند میں تیری پرستش کرتا ہوں ÷

چوتھا باب

پاک شراکت کا رشتہ ایمان کے ساتھ

ہم میں سے بعض یہ معلوم کر کے متعجب ہوئے ہوں گے اور یہ اکثر معلوم کیا بھی گیا ہے کہ نئے عہد نامہ کے خطوط میں پاک شراکت کی نسبت کسقدر تھوڑی تعلیم پائی جاتی ہے۔ صرف مقدس پولوس اس سکریمنٹ کا ذکر کرتا ہے۔ ۱کرنتھیوں کے ۱۰ و ۱۱۔ ابواب میں وہ بتلاتا ہے کہ لائق طور پر لینا کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن جو کچھ وہ کہتا ہے اس سے وہ کلیسیائی تعلیم درباب سکریمنٹ جس کو ہم قبول کرتے ہیں صرف بطور کنایہ و اشارہ حاصل ہوتی ہے اور براہ راست نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ سکرامنٹوں کی تعلیم (ہمارے معنوں میں) تھوڑی تھوڑی کر کے بتدریج کلیسیا میں پیدا ہوئی۔ کلیسیا نے اپنے خداوند کے آخری حکم کو وفاداری سے مانا۔ اور سنجیدگی کے ساتھ بالاستقلال روٹی کو توڑتی رہی۔ یوں کلیسیا کے دل و تمیز نے معلوم کیا کہ وہ خزانہ کیا تھا جو اُس کا خداوند مبارک سکریمنٹ میں چھوڑ گیا تھا۔ اور اسکا رشتہ خداوند کے ساتھ اور ایمانداروں کی نئی زندگی کے ساتھ کیا تھا۔ جب یہودی کہانت کے معدوم ہونے کا زمانہ آیا اُس وقت رُوح القدس نے کلیسیا کو عبرانیوں کا خط بخشا۔ اور اُس کے ذریعہ سے مسیح کی کہانت کے مسئلہ

نے صورت پکڑی۔ اس تاخیر کا سبب یہ تھا کہ جب تک پرانے عہد کے گذر جانے کا زمانہ نہ آیا تھا تب تک اس نئے مسئلہ کو کوئی سمجھ نہ سکتا تھا۔ اسی طرح وہ بڑی خدائی حقیقت (یعنے پاک شراکت کے بھید کے ذریعہ سے مسیح کا ایماندار کے اندر سکونت کرنا اور ایماندار کا اُس کے اندر) نہ پہچانی گئی جب تک کہ چوتھی انجیل کے ذریعہ سے رسولوں کا زمانہ ختم نہ ہو گیا۔ سب اعلیٰ درجے کے مفسرین متفق ہیں کہ یُوحنا کی انجیل اور اُس کے پہلے خط میں الہامی کلام کا اخیر پایا جاتا ہے اور ان میں ابن اللہ کی شخصیت اور کام کا آخری انکشاف درج ہے۔ ان کے مصنف کو ضرورت نہ تھی کہ کلیسیا کو بتلائے کہ سکریمنٹ کس طور پر مقرر ہوئی اور ان کی بجاآوری کا طریقہ کیا ہے۔ جس پشت کے لئے مسیح کے عزیز شاگرد نے لکھا وہ سکریمنٹوں کی عادی تھی اور ان کی بجاآوری میں بڑھتی ہوئی تھی۔ یُوحنا نے یہ کام کیا کہ اس پشت کو خداوند کے الفاظ میں سکریمنٹوں کے اندرونی معانی اور ان کی روحانی قوت بتلائی ÷

پاک روح کا کام کلیسیا میں یہ ہے کہ مسیح کے الفاظ کے معانی کو کھولے۔ کلیسیا رُوح کی ہدائت سے کل قوموں کی معلم ہے۔ اور اس کا کام یہ ہے کہ ایمان کے ہر پہلو کو ملحوظ رکھکر ثبوت کرے۔ کلیسیا کے ذمہ یہ خدمت پڑی کہ الہامی اور الہام دینے والے کلام کے مختلف حصّوں کو اس ترکیب سے آپس میں ملادے کہ وہ ایک ہو جاویں اور مسیحی مذہب کے علم دینیات کو ترتیب دے۔ مختلف اقسام کی بدعتوں اور کفروں نے یہ کام کیا کہ رفتہ رفتہ سچے ایمان کو ظاہر کر دیا اور ثالوث

مبارک کی ماہیت درجہ اور کام کو اس کی اصلی صورت اور وزن میں دکھلایا اسی وجہ سے دینی عقائد بائبل کے محاورات کا محض مجموعہ نہیں ہیں۔ وہ اس سے کہیں بہتر ہیں یعنے ان سے وہ سچائیاں جو نئے عہد نامہ کی ساخت کے زمانہ و اثناء میں بتدریج بنی آدم پر منکشف ہوئیں باترتیب ظاہر ہوتی ہیں۔ پس یہ کہنا کہ فلاں مسئلہ لفظاً نئے عہد نامہ میں پایا نہیں جاتا کوئی حقیقی اعتراض نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ مسئلہ نئے عہد نامہ کی کل تعلیم سے میل رکھتا ہو اور کل مسیحی مذہب کے خلاف نہو۔ ثالوث کا لفظ نئے عہد نامہ میں پایا نہیں جاتا۔ لیکن باوجود اس کے یہ ایک ایسا لفظ ہے کہ اُس الہام کو جو مختلف جگہوں اور مختلف حصّوں میں نبیوں پر نازل ہُوا یکجا جمع و بیان کر دیتا ہے ÷

لیکن عقائد کی یہ سچائیاں عقل سے قبول نہیں کی جاتیں۔ بلکہ آسمانی سچائی کی اس گرفت سے جسے ایمان کہتے ہیں۔ اس خیال سے ہم سب جو مسیحی کلیسیا کے دیندار ممبر اور خدا کے کلام کے سامعین ہیں خوب واقف ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ عقائد کے مختلف مسائل کے سمجھنے میں ایمان کا آسمانی انعام کیا کام کرتا ہے۔ یہ عقائد ایمان کے اقرار ہیں۔ ان کی حقیقت اور حیات کو وہی سمجھ سکتا ہے جسے خدا کی طرف سے ایمان عنائت ہوا ہے مسیح کا زندہ ممبر کلام اللہ کی ایک زندہ تفسیر ہے۔ وہ مسیح کا ایک خط ہے جسے سب آدمی جانتے اور پڑھ سکتے ہیں ÷

فضل کے وسائل کا مقرر کرنے والا خدا ہے۔ ان کی نسبت جو سچائیاں اس نے منکشف کی ہیں اُن کی حالت مختلف نہیں ہو سکتی۔ روٹی کے

توڑنے کی نسبت بعض امور منکشف ہوئے ہیں شروع میں شاگرد اپنے خداوند کے حکم کو مانا کئے۔ وہ روٹی کھاتے اور پیالہ پیتے تھے اور اُس کے ساتھ دُعا اور شکر کرتے تھے۔ پولوس کہتا ہے کہ اس فعل کو وہ مسیح کے بدن کو کھانا اور اُس کے خون کا پینا سمجھتے تھے۔ ان کے لئے یہ مسیح کے بدن اور خون کی شراکت تھی۔ شروع میں اندرونی عظیم سکونت کے مسئلہ کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ کرنتھہ کے ڈھیلے مسیحی اپنی بے خیالی میں سکریمنٹ کی مطلق تعظیم نہ کرتے تھے تاہم وہ کافر اور بے دین نہ تھے۔ اُن کے لئے مسیح کے گوشت اور خون کے کھانے کے متعلق اس کی اندرونی سکونت کے خیال کو سمجھ لینا ناممکن تھا۔ لیکن اس سکریمنٹ کے متعلق پوری سچائی کی وہ تعلیم پا نہ چکے تھے۔ ہماری حالت ان سے بدرجہا مختلف ہے۔ اگر ہم کہیں کہ پاک سکریمنٹ محض محبت کی ضیافت ہے یا خداوند کی موت کی ایک جامع یادگار ہے تو ہم کلام اللہ کے ایک حصہ کے انکار کرنے والے ٹھہرینگے۔ ۱ کرنتھیوں ۱۱ باب میں البتہ سکریمنٹ کے متعلق تعلیم پائی جاتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یوحنا کے ۶ باب میں بھی اسی سکریمنٹ کا ذکر ہے۔ جب خداوند نے دیکھا کہ اس کی کلیسیا زیادہ گہری تعلیم کی برداشت کرتی ہے تو اس نے اسے سکھایا کہ اپنے خداوند کے ساتھ زیادہ گہرا اتحاد اور اُسکی جلیل زندگی میں کامل شراکت کو ڈھونڈے لیکن شروع میں اس نے کلیسیا سے فقط یہ مطالبہ کیا کہ تابعداری اور شکرگزاری میں اس کی یادگاری کیا کرے۔ مُقدس یوحنا کی تعلیم کی روشنی میں پولوس کی تعلیم نیا جلوہ اور عروج پاتی ہے اور اس کے

الفاظ زمانہ بعد زمانہ نئی قوت اور برکت سے بھرپور ہو کر چلے آئے ہیں۔

پاک رفاقت کی نسبت جو تعلیم خدا کے کلام سے مستخرج ہوتی ہے اس کا یہی درجہ اور اثر ہے۔ ایسے ایماندار اور وہ لوگ جن کے دلوں کی آنکھیں کھُل گئی ہیں اور وہ جن کو بخشا گیا ہے کہ خدا کی بادشاہت کے بھیدوں کو جانیں اپنے فائدے کے لئے پہچانتے و مانتے ہیں۔ لیکن جب ان بھیدوں پر جو محض روحانی طور پر پہچانے جاتے ہیں بحث و جھگڑا شروع ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے۔ سکریمنٹ محض محاورات یا خیالات نہیں ہیں۔ وہ دیدنی اور کارآمد اشیاء ہیں۔ اُن کا ایک پہلو ہے جو بشری اور دنیوی ہے۔ اسی وجہ سے خطرہ ہے کہ اُن کے ساتھ جسمانی اور شکلیہ طور کا برتاؤ کیا جاوے۔

اسی وجہ سے عموماً سکریمنٹوں کے اردگرد اور بالخصوص اس سکریمنٹ کے بہت غلط اور مضر تعلیم جمع ہو گئی ہے۔ خیال اور بحث نے اپنا پورا کام کیا ہے۔ اس کا اثر ہمیشہ بُرا نہیں ہوا کیونکہ انکار اور بگاڑ کا یہ خاصہ ہے کہ اُن کے مقابلہ کی وجہ سے حق کے مختلف پہلو ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن تاہم انھوں نے کلیسیا کے امن میں رخنہ بیشک ڈالا ہے گو وہ اس کی زندگی کو نقصان نہیں پہنچا سکے۔ اس سکریمنٹ کے اردگرد نفاق مردم آزاری اور خانہ جنگی کا بازار خوب گرم رہ چکا ہے۔ بعض وقت لوگوں نے اُس کی نسبت از حد مبالغہ کیا بعض وقت اس کا مطلق انکار کر دیا۔ یوں البتہ اُس کی بڑی خصوصیت اور قوت ظاہر ہوئی اور معلوم ہوا کہ مسیحی کلیسیا کے خیال میں یہ سکریمنٹ کتنی بڑی

شے ہے۔ گو ان تمام جھگڑوں اور بحثوں نے اُس محبت کی دعوت اور خدا اور انسان اور انسان اور انسان کے درمیان رشتہ و ربط کی اصلی خصلت کو کسی قدر نظر انداز و پوشیدہ کر دیا ÷

قدیم کلیسیا کا ایمان زندہ اور روشن تھا۔ اس وجہ سے ایک درجہ تک پاک رفاقت کے مسائل تکمیل کے ساتھ اور موزون طور پر بڑھے۔ لیکن بعد میں ایمان کمزور ہو گیا۔ وہم اور ایمان کے بگاڑ نے اس کی زندہ قوت کو گھٹا دیا ساتھ ہی اُس کے دریافت اور ذہنی قوت کی رُوح نے سر اُٹھایا۔ لوگ اس کوشش میں لگے کہ مسیح کی حضوری کو کامل درستی و حدبندی کے ساتھ بیان کریں۔ پھر کچھ عرصہ بعد لوگوں کی طبیعت اس سے بھی ہٹ گئی اور جو لوگ اس کو اختیاراً اجاری کرنے والے تھے اُن سے لوگوں کے دل باغی ہوئے۔ یُوں دوسرے قسم کے خیالات کا رستہ کھلا۔ پھر صدیوں تک یہ کل مبارک بھید ایک میدان جنگ بنا رہا اور اب تک اُس کا یہی حال ہے۔ گویا پرستش کرتے ہوئے ایمان کی جنّت میں دینی بحث کی آوازوں کا بابل نازل ہوا۔ سکریمنٹ کی یکتائی خوش آوازی اور روحانیت کالعدم ہو گئی۔ عبادت نے پھر اپنا درجہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کی دشواری نے اُسے مریض بے اعتدال اور بے معنی کر دیا ÷

پس ہم دریافت کریں کہ اس ایمان کے جو خدا ہم سے طلب کرتا ہے کیا خواص ہیں۔ ہم دو یا تین کا ذکر کرتے ہیں ÷

یہ ایمان یکدل ہونا چاہئے۔ ہم جانتے ہیں کہ شراکت کے وقت فقط

ایک ہی شے ہمارے سامنے رکھی جاتی ہے یعنے برّہ جو ذبح ہوا ہے یسوع جی اُٹھا ہے صعود کیا ہُوا اور سفارش کرنے والا خداوند۔ اُس کی اس حضوری میں جو سکریمنٹ میں ہوتی ہے۔ اس کی عظیم اندرونی سکونت میں اپنے دل تن تنہا اپنے خداوند کے روبرو ہوتا ہے۔ اور پھر اس میں بوسیلہ روح کے باپ کے ساتھ اتحاد حاصل کرتا ہے۔ لیکن میں یہاں پر صرف شراکت کے فعل کا ذکر نہیں کرتا۔ ایمان کی یکدلی یہی شے ہے جس کی ہمیں حاجت ہوتی ہے جب ہم پاک شراکت کے بھید کا ذکر کرتے یا اس پر غور کرتے یا اُس کی نسبت پڑھتے ہیں۔ ایمان سیدھا اس معاملہ کے مرکز میں جا داخل ہوتا ہے۔ وہ فروعات میں نہیں پھنستا۔ وہ رستے میں بھی نہیں ٹھیرتا تاکہ اِس بات کا یا اُس بات کا فیصلہ کرے۔ اس کی محض سیدھائی اس کی رفتار کو موزون بنا دیتی ہے۔ ساتھ ہی اُس کے ایمان اس بھید کی آسمانی و اعلیٰ بزرگی کو پہچان لیتا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ جو کچھ خدا نے میرے سامنے رکھا ہے اس کی ماہیّت و اصلیت کو میں پوری طرح پہچان نہیں سکتا۔ اس شخص کے لئے جو اس سکریمنٹ پر غور کیا چاہئے ۱۳۱ مزمور سب سے عمدہ مدد کا رسالہ ہے۔ اور اسی مزمور میں سچے ایماندار شریک کی تصویر بھی پائی جاتی ہے "اے خداوند میرا دل مغرور نہیں اور میں بلند نظر نہیں ہوں میں بڑے معاملوں اور اُن باتوں میں جو میرے لئے نہایت عجوبہ ہیں دخل نہیں دیتا ..... ÷"

علاوہ اس کے خدا ہم سے دلیر ایمان کا مطالبہ کرتا ہے۔ ایمان

اُمید کی ہوئی چیزوں کا یقین اور نادیدہ اشیا کا ثبوت ہے۔ ان الفاظ میں کمزوری اور لکنت مطلق نہیں۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم اُسے جانیں جس پر ایمان لائے ہیں۔ کہ ہم دلیری سے پردہ کے اندر داخل ہوں اور جرأت کے ساتھ فضل کے تخت کے حضور آویں۔ خدا نے بعض سچّائیاں ہمیں سکھائی ہیں یا سچائی کے بعض پہلو ہم کو بتلائے ہیں جن کو بعض لوگ نہیں مانتے یا جن پر وہ بحث کرتے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ان کو خوب زور سے تھامے رہیں اور یہ دیکھ کر کہ اور لوگ ان کو نہیں مانتے خود ان کو ہاتھ سے نہ چھوڑ دیں۔ لیکن ایمان کی جرأت کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ جس پر کہ آج کل بہت کم خیال کیا جاتا ہے یعنے یہ مان لینے کی جرأت کہ میں دیکھ نہیں سکتا میں نہیں جانتا۔ ایمان بصارت سے زیادہ بلند پرواز ہے۔ وہ تفسیر اور بیان سے بہت آگے نکل جاتا ہے اُسے بعض وقت خدا کے حضور خاموش رہنا پڑتا ہے۔ ایمان ایمان نہ رہے اگر روائتوں اور عام فہم دینیات کو ہمیشہ قبول کر سکے۔ لوگ اکثر اسے مبہم دھندلا اور موٹی سمجھ والا قرار دیتے ہیں۔ لیکن وہ اس کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ وہ جانتا ہے کہ جو روح خدا کے لئے صبر کرتی ہے اس پر وہ اپنے آپ کو ضرور منکشف کرتا ہے۔ پس میں کہتا ہوں کہ دلیری سے اپنے ایمان کا اقرار کرو۔ دلیری سے ایمان کے ساتھ صبر کرو۔ جس پر تمھارا ایمان ہے اُسے یقین سے تھامے رہو اور یقین کرو کہ تمھارا ایمان ترقی کرتا جائے گا سچائی کے خدا کے حضور سچے بنے رہو۔

خدا ایسا ایمان چاہتا ہے جسے تعلیم پانے کی خواہش اور قابلیت ہو

مناسب نہیں کہ ہم سُستی میں خدائی سچّائی سے بے علم بیٹھے رہیں۔ اور اپنے آپ کو سادہ طبیعت سمجھیں۔ یہ بھی مناسب نہیں کہ اپنی روحانی معلومات پر گھمنڈ کرنے لگیں اور اپنے آپ کو دلیر سمجھیں۔ کُھلے دل سے اقرار کرو کہ تم خدائی بھیدوں سے بہت ہی کم واقفیت رکھتے ہو۔ لیکن کمال آرزو رکھو اور دعا مانگو کہ خدا ہمیں زیادہ علم پانے کے لائق سمجھے۔ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ آدمی کی جسمانی عقل کس طرح امور ایمانی میں دست اندازی کرنے کو تیار رہتی ہے۔ تاہم ایمان کے لئے مناسب ہے کہ عاجزی سے زیادہ روشنی کا خواہشمند رہے۔ اور سوچ دُعا فکر اور کلام الہٰی کی تلاوت میں غرق رہ کر خدا کی الہامی سچّائی کی زیادہ گہری پہچان کی تلاش کرتا رہے جسمانی عقل کا ایمانی امور میں دخل دینا ایسا ہے جیسا کہ عزیاہ کا اپنے اصلی دائرہ سے تجاوز کرنا تھا۔ اس فعل نے عزیاہ کو تمام عمر کے لئے مقدس کے دیدار سے محروم کر دیا۔ ایمان دار کو اس شخص کی مانند ہونا چاہیئے جس نے عزیاہ کی موت کے سال میں ہیکل میں داخل ہونے کی جرأت کی اور گہرے عجز کے ساتھ جلال اور پرستش کرنے والے مراقبہ کو دیکھا۔ لیکن اُس کے دل میں علم حاصل کرنے کی سرگرم آرزو تھی۔ اور خدا کی آگ نے اس کے لبوں کو چھوا۔ اور انہیں مُقدّس کیا تاکہ ایسی سچّائیوں کو اپنی زبان سے بولے جیسے کہ بنی آدم نے اُس وقت تک نہ سُنی تھیں۔ پس دل سے خواہش کرو اور دُعا مانگو کہ جب تم عشاء ربانی کو لو تو تمھارا ایمان زیادہ زیادہ فروتن اور اس کے ساتھ ہی زیادہ دلیر ہوتا جائے۔ کہ وہ زیادہ سادہ لیکن

زیادہ باریک بین ہو۔ اور خودی سے خالی ہو کر خدا کی بھرپوری سے بھر جائے ؀

"ایمان کے ساتھ نزدیک آؤ" یہ لفظ ہر شراکت میں ہمارے کانوں میں آتے ہیں۔ یہ مضمون بہت ہی اس لائق ہے کہ ہم اسکی خاطر دُعا مانگیں۔ یہ ایک بلند ہدف ہے جس پر چاہیئے کہ ہمارے ارادوں کا نشانہ لگا کرے ؀

پانچواں باب

پاک شراکت کا رشتہ اُمیّد کے ساتھ

ہم دیکھ چکے ہیں کہ وہ رشتہ جو ایماندار شریک اور اس کے خداوند کے درمیان ہے اور جو وقتاً فوقتاً پاک سکریمنٹ کے ذریعہ سے قائم مہر اور نیا کیا جاتا ہے محض گذرنے والا اور چندروزہ نہیں ہے یہ اتحاد مطابق اپنے اصلی و ابتدائی ارادے کے ایسا نہیں جو کبھی کبھی قائم ہوتا ہے اور ٹوٹتا رہتا ہے۔ مسیح اس روح میں جو اس کا مسکن ہے آتا جاتا نہیں رہتا۔ بلکہ وہ ہم میں مستقل طور پر رہتا اور ہم اس میں رہتے ہیں۔ اسی لئے یہ ایک ایسا رشتہ ہے (اور ضرور ہے کہ ایسا ہی ہو) جس کے نتائج زمانہ استقبال میں بہت دور تک جانے والے ہیں یا یوں کہو کہ اُس کے نتائج اُس زندگی سے متعلّق ہیں جس میں نہ ماضی ہے

نہ استقبال۔ یعنے حیات ابدی و ازلی۔ "ہمارے خداوند یسوع مسیح کا بدن جو تیرے لئے دیا گیا......" جب بشری شے الوہیت سے ملائی جاتی ہے تو بوسیدگی و فنا سے بچتی ہے۔ اسے وہ حیات حاصل ہوتی ہے جسے موت مس نہیں کر سکتی ہے۔ "وہ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون......" "وہ جو مجھے کھاتا ہے وہی......"۔ "وہ جو اس روٹی کو کھاتا ہے......"

اب ظاہر ہے کہ ہمارے خداوند کے الفاظ ظاہری نفس والے اور جسمانی بدن کے غیر فانی ہو جانے میں پورے نہیں ہوتے ہیں۔ جسم کا لفظ جب ہمارے خداوند کے تعلّق میں بولا جاتا ہے تو اس سے فطرتی نفس والا جسم مراد نہیں ہوتا۔ جب اس کا اطلاق اس حالت میں ہم پر ہوتا ہے تو بھی اس سے وہ مجسّم و محسوس شے مراد نہیں جو کہ روزمرّہ کے کھانے کے ذریعہ سے بنتی ہے۔ اور جیسا کہ ہم اس ظاہری صورت کو اپنی اصلی شخصیت سے تمیز کرنا سیکھتے ہیں اتنا ہی ہم معلوم کرتے ہیں کہ اس خیال کی جو ہمارے سامنے یہاں رکھا گیا ہے قوّت و برکت کیا ہے۔ وہ خیال یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدائی اور بشری مالک کے ساتھ متحد ہو کر دو چند بلکہ وہ چند زیادہ یکّا انسان بن سکتا ہے وہ فقط ایک بے جسم روح نہ بن جائیگا ایسا رُوح جو ظاہری اور مادّی اشیا سے کچھ تعلّق نہیں رکھتا بلکہ ایک کامل شخص جیسا کہ وہ پیشتر کبھی نہ تھا۔ ایک نئی اور صاف کی ہوئی زمین کے لئے ایک لائق باشندہ۔ ابن اللہ کی قیامت کی زندگی

کا پورا شریک یعنے جسمانی طور پر زندہ اور روحانی طور پر بھی۔

جو ہم نے کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو ظاہر ہے کہ پاک شراکت میں ایماندار شریک کے لئے اُمید کا ایک بے انتہا میدان کھلا ہے۔ ا[illegible]کوشش کریں گے کہ اُس اُمید کے چند پہلو دیکھیں جو یُوں ہمارے روبرو رکھی گئی ہے۔ تاکہ وہ مبارک سکریمنٹ کے اکثر موقعوں اور تہ دل کے ساتھ لینے سے ہمارے اندر ہمیشہ سلگتی اور ہماری آنکھوں کے سامنے برابر موجود رہے۔

۱۔ اس بات کی اُمید ہے کہ ہم پاکیزگی میں برابر ترقی کرتے رہینگے اور روحانی زندگی میں کاملیت کی طرف بڑھتے چلے جائینگے۔ پہلے پہل تو ایسی اُمید کا دل میں لانا گستاخی معلوم ہوتا ہے۔ ہم میں سے بعض جو یہاں ہیں برسوں سے بلاناغہ شریک ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ دریافت کرلینا ناممکن معلوم ہوتا ہے اور اس کا دریافت کرنا ناجائز بھی ہے کہ ان برسوں میں ہم نے خدائی زندگی میں اگر کچھ ترقی کی ہے تو کتنی کی ہے۔ باوجود اس کے ہم یقیناً جانتے ہیں کہ بعض گناہوں کے ہم خاص عادی ہیں۔ آزمائش ہم پر بڑا غلبہ رکھتی ہے جیسے کہ پہلے رکھتی تھی۔

جب ہم اپنی دلی حالت کو آزماتے ہیں تو ہمیں ابتدا کی مانند بڑی تکلیف ہوتی ہے اور بڑی شرم بھی آتی ہے۔ جب ہم خدا کے حضور گناہوں کا اقرار کرتے ہیں تو جیسا کہ پہلے دنوں میں ویسا ہی اب بڑے غم کے ساتھ کرتے ہیں۔ گناہ کا یُوں ہمارے ساتھ چمٹا رہنا ہماری اُمید کو تاریک کردیتا ہے اور چھٹکارے کی اُمید کرتے کرتے ہم تھک کر مایوس ہو جاتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ جو اُمید ہمارے سامنے رکھی گئی ہے اس کی

ہمّت دینے والے اثر کے ہم از حد محتاج ہیں۔ لیکن ہمارا تجربہ ایسا مایوس کرنے والا رہا ہے کہ آئندہ اُمید کرنا فضول معلوم ہوتا ہے۔ ایسا خیال آتا ہے کہ اگر ہم اپنے خداوند کی مانند بننا چاہیں تو ضرور ہوگا کہ ہماری شخصیت بدل جائے۔ یا ہمارے اندر سے کچھ حصّہ بالکل نکال دیا جائے اور بالکل تبدیل ہو جائے۔ اس وجہ سے اُس تبدیلی کو جو ہمیں اس کی مانند بناوے گی کسی ایسی شے کے ساتھ منسوب کرنا جو حال میں واقع ہو رہی ہے یا یہ سمجھنا کہ وہ کسی ایسی شے کے ساتھ متحد ہے جو عارضی اور گذر جانیوالی ہے مثلاً سکریمنٹ کے اجزاء مادّی کا بار بار لینا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ سکریمنٹ کو لیتے وقت ہماری طبیعت کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ کبھی ہم خوشی سے آتے ہیں کبھی سُستی اور بے ٹھکانہ دل کے ساتھ۔ کبھی خوف کے ساتھ اور کبھی نااُمیدی کے ساتھ۔ بہت کم دفعہ ہم زندہ ایمان اور اُمید کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ پس کیا ممکن ہے کہ یہ سکریمنٹ جس کو ہم ایسی مختلف حالتوں میں لیتے ہیں آئندہ ہمارے لئے ایسے ایسے نتائج پیدا کرے گا۔ کیا فی الحقیقت یہ سکریمنٹ ہم کو بے گناہ اور پاک بنانے اور خدا کی زندگی کے ساتھ مشابہ کردینے میں پہلا قدم ہے۔ اگر ہم اپنی عقل سے یہ سوال پوچھیں تو کچھ جواب نہ ملے گا۔ جو تعلق سکریمنٹ اور اُس کے نتائج میں ہے وہ منطق کی اصطلاحات میں بیان نہیں ہوسکتا۔ انسانی چال چلن کے اصولوں کے ذریعہ سے یا انسانی تجربہ کی روشنی میں اُس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ یہاں بھی جیسا کہ ہمیشہ قاعدہ ہے جسم سے کچھ فائدہ نہیں۔ جسم ہار جاتا ہے اُسے سکوت کرنا پڑتا ہے لیکن مسیح کے الفاظ کے

پاس جاؤ۔ معلوم کرو کہ اگر یہ الفاظ ایمان سے پڑھے جائیں اور ان پر جدالی طبیعت میں بحث نہ کی جائے تو اُن کا مطلب کیا ہے۔ یاد رکھو کہ جب وہ اپنے جسم کے کھانے اور خون کے پینے کا ذکر کرتا ہے تو وہ اُس شے کا ذکر کرتا ہے جس کا ظاہری کھانا اور پینا صرف ایک مؤثر نشان ہے وہ ایسی بات کا ذکر کرتا ہے جسے آنکھ دیکھ نہیں سکتی اور جسے عقل کھول نہیں سکتی۔ یاد رکھو کہ خداوند اُن گہرے اور روحانی بھیدوں کا ذکر کرتا ہے جو اس اتحاد سے تعلق رکھتے ہیں جو اُس کے اور اُس کے زندہ عضووں کے درمیان ہے۔ تب خوشی سے بھرپور اُمید کے ساتھ تم معلوم کرو گے کہ تم کو ایک نیا اتحاد اور تمہاری زندگی کے ساتھ ملی ہوئی ایک زندگی اور ایک طاقت جو تمہاری ہے تاہم تمہاری نہیں جو گناہ اور موت کی ان قوتوں کو جو تم میں کام کر رہی ہیں مغلوب کر سکتی ہے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور تم تمام مُقدسوں کے ساتھ معلوم کر سکو گے کہ چوڑائی اور لمبائی اور گہرائی اور اُونچائی کیا ہے۔ اور مسیح کی محبت کو جو علم سے بعید ہے جان سکو گے۔ تم اپنے روبرو محبت کی فتح کو جو ابھی منکشف نہیں ہوئی لیکن جس کا یقین تم کو ہے دیکھ سکو گے تم کو یہ تو معلوم نہ ہو گا کہ تمہارا گناہ سے چھوٹنا کس طرح اور کہاں یا حکمت اور نیکی کی کون سی سیاست کے ذریعہ سے ہو گا۔ لیکن یہ تم کو نظر آجائیگا کہ اُس کی سلطنت ایسی زبردست قدرت کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی کہ ایسی خدائی زندگی موت کے بند میں رہ نہیں سکتی۔ اور کہ جب تم خدا کی بھرپوری سے ملبس ہو گئے ہو تو سب چیزیں تمہاری ہو جائینگی +

۴ - پھر مکمل شراکت و رفاقت کی اُمید کو لو۔ افسوس ہے کہ اکثر اوقات

ہمیں بڑی کوشش سے اپنے آپ کو یاد دلانا پڑتا ہے کہ رفاقت فی الحقیقت رفاقت ہے۔ کہ دوسروں کے ساتھ رفاقت رکھنا ایک اتفاقیہ امر نہیں۔ وہ سکرمنٹ کی بجا آوری کے لئے کلیسیا کا بنایا ہوا ایک دستور نہیں ہے۔ بلکہ سکرمنٹ کا ایک ضروری و لازمی جزو ہے۔ کچھ ایسا دستور پڑ گیا ہے کہ جب روحانی زندگی کا ذکر یا خیال کرتے ہیں تو اسے ایک ایسا معاملہ سمجھتے جو صرف مسیح اور اُس کے شاگرد کے درمیان ہے کہ وہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں اجنبی آدمی دست اندازی نہیں کر سکتا۔ اس خیال سے ہم بچ نہیں سکتے کیونکہ ہر انسان کی علیحدہ شخصیت کا یہ ایک گہرا بھید ہے۔ لیکن اُس معاملہ کا دوسرا پہلو ضرور دل میں رکھنا چاہئے یعنی یہ کہ ہمارے خداوند کے ساتھ اتحاد اور خاصکر اس کے ساتھ سکرمنٹ میں متحد ہونا جس پر ہم اب غور کر رہے ہیں سر اور جسم کے درمیان اتحاد ہے۔ کوئی شخص مسیح پر کسی قسم کا شخصی حق نہیں رکھتا۔ جو حقوق ہم اُس پر رکھتے ہیں ان کی ساری دلیل صرف یہ ہے کہ ہم اُس کے بدن یعنی کلیسیا کے اعضاء ہیں۔ یہاں کلیسیا سے مُراد وہ کامل جماعت ہے جو نئی بشریت سے بنے گی۔ اور نہ یہ چند روزہ عارضی مسیحی رفاقت جس کو ہم (سچائی سے) کلیسیا نامزد کرتے ہیں۔ سچائی سے کیونکہ ہر ایک کلیسیا گواہی دیتی ہے کہ دنیا ہمارے خداوند یسوع مسیح کے ذریعہ سے نجات پائیگی۔ جس کے لئے ہر روز ہماری کلیسیا باپ کا شکر کرتی ہے۔ پس پاک شراکت میں رفاقت کا فعل یعنے ایک روٹی اور ایک پیالہ میں شریک ہونا فقط یہ نہیں کہ مسیح اپنے شاگرد میں اور شاگرد مسیح میں سکونت رکھتا ہے

بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ مسیح اپنے کل جسم میں سکونت کرتا ہے۔ خدا کی ذی عقل اور روحانی مخلوقات ایسی وسیع ہے کہ اس کے مرکز کو تو ہم جانتے ہیں لیکن اُس کے دائرے کو کسی نے نہیں پایا۔ اس مخلوقات میں پاک شراکت عام زندگی کا بیعانہ اور متحد اور ظاہری کاملیتوں کا یقین ہے۔ پس یہاں مسیحی اُمید کے لئے ایک ایسا میدان ہے جس کی ہم نے ابھی تک پوری سیر نہیں کی۔ موجودہ زندگی کی شرائط کے ماتحت ان لوگوں کے ساتھ جو ہمارے ساتھ مل کر عبادت کرتے ہیں ہماری شراکت بہت ہی خفیف ہے۔ ہماری شراکت کسی قدر سوشل اور کسی قدر عقلی ہے۔ اور اگر بعض ایسے لوگ ہیں جو ہمارے ساتھ ہم خیال ہیں اور اس وجہ سے ہم اُن کے ساتھ زیادہ شراکت رکھتے ہیں ہم انکے ساتھ غیبی امور کا ذکر کرسکتے ہیں تو ایسی شراکت بھی مجبوراً محدود ہے۔ بہت لوگ جو ہمارے ساتھ شراکت میں شریک ہوتے ہم سے ناواقف ہیں اور اُن کو خدا کے انتظام نے ہم سے جدا کر رکھا ہے۔ یا اُن میں اور ہم میں کوئی ایسا فرق ہے جس کو ہم دور نہیں کرسکتے یا جس کا دور کرنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن اُن کا خاموشی میں ہمارے ساتھ حاضر ہونا اور ایک ہی برکت کے پیالے کو منھ لگانا ایک ایسے معنی رکھتا ہے جس سے ممکن ہے کہ غرور یا خود غرضی بغاوت کریں لیکن جس کو مسیح کی مشابہت پسند کرے گی اور اُسے ایک عظیم آنے والی حالت کا نمونہ سمجھے گی۔ کیونکہ وہ بات جو یہاں چند شریکوں کے درمیان ہوتی ہے دنیا بھر میں ہزارہا کے درمیان جاری رہتی ہے۔ برکت کے پیالہ کو چھو لینا شراکت کا برقی اثر رکھتا ہے

اور یہ اثر نہ فقط ملک بہ ملک چلتا ہے بلکہ ایک جہان سے دوسرے جہان تک جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔

کہ خدا کے عزیز بیٹے کی شراکت اُسکی مانند غیر فانی ہے۔
وہ ایسی طاقت والی ہے کہ ہمیشہ جہانوں اور دلوں کو آپس
میں باندھتی رہتی ہے۔

یہ ایک وسیلہ اور نشان ہے جو اُن کو جو ہر جگہہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام کو پکارتے ہیں ایک کر دیتا ہے۔ اور نہ فقط یہ بلکہ دوسرے جہان کو۔ خدا کے وہ بے گناہ فرزند جو قدوس قدوس قدوس پکارتے ہیں اور جن کے ساتھ ہم اپنی حمد کو متحد کر دیتے ہیں۔ اور منتظر کلیسیا جو پردہ کے اندر ہے یہ سب مسیح کو اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں۔ پس مسیح کے ساتھ مل جانا ان سب کے ساتھ مل جانا ہے۔ اس سؤال کا جواب دینا تو ناممکن ہے کہ آیا دوسرے جہان کے لوگ اس وقت جب کہ ہم قربان گاہ پر سجدہ کرتے ہیں ہمارے ساتھ شراکت کو محسوس کرتے ہیں یا نہیں۔ لیکن یہ تو ضرور صحیح ہے کہ چونکہ وہ جسے ہم کھاتے ہیں ان کا بھی ہے اور ہمارا بھی اسلئے اُسے کھانے میں ہم ایک ہی روٹی میں شریک ہوتے اور بقا کی ایک ہی قوت میں شامل ہوتے ہیں۔

دوسرے باب میں ہم دیکھیں گے کہ مسیحی محبت کے فضل پر اس خیال کا کیا لگاؤ ہے۔ اس وقت میں اس پر صرف اس لئے زور دیتا ہوں کہ اس میں اُمید داخل ہے۔ مُردوں کا دوبارہ ملنا۔ فرشتوں کی صحبت مقدسوں کے ساتھ مسیح کی کلیسیا کی دیدنی اور ظاہر یگانگی

نجات یافتوں کی ایک دوسرے کے ساتھ اور اپنے خداوند کے ساتھ ابدی صحبت - یہ تمام باتیں سکرمنٹ میں اُس کے ساتھ ملنے کے باعث سے محض دیدار کی حالت سے نکل کر حقیقت بنجاتی ہیں یہ ایک تھکی ہوئی اور تمہاری روح کے تسلّی بخش خواب نہیں بلکہ ایک عملی اور صحت بخش اُمید کی یقینی اور مضبوط بنیاد ہیں - شریک کے واسطے وہ فقط ایک امکان نہیں بلکہ یقین کا درجہ رکھتے ہیں - وہ پردہ کے اندر داخل کیا جاتا ہے - وہ کوہ صیہون اور فرشتوں کے بے شمار گروہ .... کے پاس آتا ہے - اُسے ایک ایسی سلطنت ملی ہے جو ہل نہیں سکتی +

چھٹا باب

اس بیان میں کہ رفاقت اقدس کا تعلق الٰہی محبّت سے کیا ہے

جو خیالات ہمارے خداوند کے مجازی کلام سے ٹپکتے ہیں ان کی تفصیل حد سے زیادہ کرنی مناسب نہیں لیکن تو بھی میں یہ اشارہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا - یہ اشارہ نہ صرف خوشنما و خوبصورت معلوم ہوتا ہے

بلکہ حق بھی ہے - اشارہ یہ ہے - اگر ہمارے مبارک خداوند کے بدن کھانے سے اس کی ذاتی قوّت و پاکیزگی میں شریک ہونا مراد ہے تو اُس کے خون پینے سے یہ مراد ہوگی کہ اُس کی ہمیشہ جاری رہنے دورہ و سرایت کرنے والی محبت ہم میں جذب ہو جائے اور ہمارے رگ و ریشہ میں سما جائے - یہ وہ محبت ہے جو اُس کی زندگی کی جان ہے اور جس کے باعث اُس کی پاکیزگی سرد مہر ہیبت ناک نظر نہیں آتی ہے نہ اُس کی شفافی آنکھوں کو اندھا کرنے والی اور دل کو منحرف کرنے والی رہتی ہے اگر ایسا حال ہوتا تو گنہگاروں کے ساتھ اُس کی رفاقت نہ ہو سکتی بلکہ اس محبت سے پاکیزگی گرم جوشی خوش رنگ حلیم و ہمدرد بن جاتی ہے - اُس کا خون پینے سے اُس کی محبت کو یوں چکھنا مراد ہے کہ وہ محبّت ہماری رگوں میں بھر جائے - ہمارے سارے وجود میں دورہ کرنے لگے اور ہمدردی انسانی کی نبض کو فوراً دریافت کر لے - اور روحانی زندگی کا یہ حیات بخش عرق ہو جائے -

اب میری درخواست ناظرین سے یہ ہے کہ اس مبارک سکرمنٹ پر اس لحاظ سے نظر کرے کہ یہ محبّت کی غذا اور خوراک ہے

(۱) یہ خیال کرے کہ اس سکرمنٹ کے ذریعہ مسیح کی اپنی محبت ہمکو عطا ہوتی ہے یہ تو سکرمنٹ کی تعریف ہی میں داخل ہے کیونکہ سکرمنٹ فضل پانے کا وسیلہ ہے - فضل سوائے ظہور محبت کے اور کیا ہے - جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی نہ کسی طرح خدا سے فضل پاتے ہیں تو ہمارا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اُس کی محبّت ہماری جانی

بھلائی کے لئے کام کر رہی ہے۔ اور ہمارے دلوں میں جاری ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں ہم پر یہ منکشف ہوا ہے کہ **خدا محبت ہے** یعنے یہ کہ محبت خدا کا عین جوہر ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابن خدا بھی ضرور محبت ہوگا کیونکہ اُس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے اور وہ الٰہی ذات میں شریک ہے۔ پس اگر مسیح محبت ہے تو وہ کامل محبت ہوگا۔ ورنہ وہ مسیح نہ ہوتا اور نہ باپ کی صورت۔ اس لئے جو شے ہمیں خداوند سے خاص اتحاد بخشتی ہے وہ ہی ہمیں اُس کی محبت میں شریک کرتی ہے۔ خاص کر یہ سکرمینٹ جو **اُس کی محبت کی قربانی** کی یادگار ہے اور **اُس کی موت** کے فوائد حاصل کرنے کا وسیلہ ہے دیگر وسائل فضل سے بڑھ کر ایسا طریقہ ہے جس کے وسیلہ سے وہ اپنی **محبت** ہمیں عطا کرتا ہے اور ہمیں جگا کر اُس محبت کا علم بخشتا ہے۔ جو الفاظ اُس نے اس سکرمینٹ کے لینے کے وقت فرمائے اُن میں سے ہر ایک سے یہ محبت ٹپکتی ہے۔ "مجھے بڑی آرزو تھی کہ دُکھ سہنے سے پہلے یہ فسح تمہارے ساتھ کھاؤں"۔ "میری یادگاری کے لئے ایسا ہی کیا کرو"۔ "میں انگور کا شیرہ اُس دن تک پھر ہرگز نہ پیونگا جب تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نئے نہ پیوں"۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیں۔ "اب سے لے کر تمہارے بغیر میرے لئے کوئی عید نہیں ساری خوشی اسی میں ہے کہ تم میری خوشی اور محبت میں شریک ہو"۔ پس عشائے ربانی کی رسم میں اُس کی محبت کا اعلیٰ کمال اُس کا ہمارے لئے

اپنی جان دینا۔ اُس جان کے ذریعہ جو ہمارے لئے پہلے دی گئی پھر لے لی گئی ہماری جان کا تر و تازہ ہونا ظاہر ہوتا ہے تو پس اس ایک ہی فعل کے ذریعہ اُس محبت کا دائمی یادگار اور ثبوت بھی پائی جاتی ہے جس سے وہ آخری عشاء بھری ہوئی تھی۔*

(۲) یہ رفاقت اقدس ہمارے دلوں میں خداوند کی محبت کو اُکساتی ہے۔ یہ ضروری امر نہیں کہ مسیح کی محبت ہمیشہ ہماری محبت کو اُکسائے ممکن ہے کہ مسیح کی محبت کا بیج کبھی بنجر زمین میں پڑے۔ اور محبت نہ کرنے والے کو زیادہ مجرم ٹھیرائے گی۔ اُس شخص کا حال یاد ہے جو مسیح اور اُس کے شاگردوں کی پُر محبت محفل سے نکل کر تاریکی۔ مایوسی۔ گناہ اور موت کی ظلمت میں جا پڑا۔ عشائے ربانی میں شریک ہونے والوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ اس عبادت سے نکل کر اپنے گھر چلے جاتے ہیں اور خداوند کی محبت کا نیا جوش ذرا بھی معلوم نہیں کرتے۔ لیکن جب شاگرد کا دل اُستاد کی آمد کے لئے تیار ہوتا ہے یا یہ کہو کہ وہ ابھی اپنے مالک خداوند کی شراکت میں ہے تو اس مبارک سکرمینٹ میں خداوند کی آمد کسی اجنبی کی آمد نہیں بلکہ اس **حضوری** کی خاص قربت کو محسوس کرتا ہے جو ہمارے روزمرہ کام محنت غم اور خوشی میں موجود ہے اور اس صورت میں مسیح کی وہ محبت جو ہمارے دلوں میں تھی وہ زور پکڑتی اور اپنا پورا جلوہ دکھاتی ہے۔ ایمان دار مسیحی اس سکرمینٹ میں جس شخص کو ہمیشہ پاس دیکھتے ہیں اُس کا